وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

جلد: 75/ شمارہ 37/ 10/ ستمبر 2026ء، 27 ربیع الاول 1448 ہجری قمری/ 10/ تبوک 1405 ہجری شمسی (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

یقین اور معرفت

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ ۚ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوۡلُ بَیۡنَ الۡمَرۡءِ وَقَلۡبِہٖ وَاَنَّہٗۤ اِلَیۡہِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۲۵﴾

(سورۃ الانفال آیت:25)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تاکہ وہ تمہیں زندہ کرے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے اور یہ بھی (جان لو) کہ تم اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔

ارشاد نبوی ﷺ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سننا اصل زندگی ہے

عَنْ اَبِی سَعِیدِ بْنِ الْمُعَلّٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کُنْتُ اُصَلِّی، فَمَرَّ بِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِی، فَلَمْ آتِہِ حَتّٰی صَلَّیْتُ، ثُمَّ اَتَیْتُہُ، فَقَالَ: "مَا مَنَعَکَ اَنْ تَاْتِیَ، اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ آمَنُوا اسْتَجِیبُوا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاکُمْ (سورۃ الانفال آیۃ :۲۵)" ثُمَّ قَالَ: "لَاُعَلِّمَنَّکَ اَعْظَمَ سُورَۃٍ فِی الْقُرْآنِ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ"، فَذَہَبَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَخْرُجَ، فَذَکَرْتُ لَہُ، وَقَالَ مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ، عَنْ خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، سَمِعَ حَفْصًا، سَمِعَ اَبَا سَعِیدٍ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِہٰذَا، وَقَالَ: ہِیَ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ (الفاتحۃ:۲) اَلسَّبْعُ الْمَثَانِی".

[صحیح البخاری/کتاب تفسیر القرآن/حدیث: 4647]

حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکارا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ پہنچ سکا بلکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ آنے میں دیر کیوں ہوئی؟ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم نہیں دیا ہے ”یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ آمَنُوا اسْتَجِیبُوا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاکُمْ“ کہ ”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہو، جبکہ وہ (یعنی رسول) تم کو بلائیں۔“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تمہیں قرآن کی عظیم ترین سورۃ سکھاؤں گا۔ تھوڑی دیر بعد آپ باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے آپ کو یاد دلایا۔ اور معاذ بن معاذ عنبری نے اس حدیث کو یوں روایت کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خبیب نے، انہوں نے حفص سے سنا اور انہوں نے ابوسعید بن معلّیٰ رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے، سنا اور انہوں نے بیان کیا وہ (سورۃ فاتحہ) (الحمد للہ رب العالمین) ہے جس میں سات آیتیں ہیں جو ہر نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہیں۔

تشریح: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ آمَنُوا اسْتَجِیبُوا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاکُمْ: اس آیت میں لِمَا یُحْیِیْکُمْ کے معنی ہیں: اس بات کی طرف جو تمہاری اصلاح کرے۔ احیاء بمعنی اصلاح ہے۔ اللہ اور رسول کی بات مانو کیونکہ وہ ان باتوں کی راہنمائی کرتے ہیں جن سے تمہاری اصلاح ہوگی۔ تفسیر سورۃ آل عمران باب ۱۲ میں بھی یہ مضمون بیان ہوا ہے۔

تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان اقتداری معجزات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا جو شقّ القمر ہے اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا۔ کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آ گیا تھا۔ اور اس قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔ کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا اور کئی دفعہ دو ۴ چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا۔ اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا۔ اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔“

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 65-66)

اقتباس از تفسیر کبیر

احیاءِ موتیٰ سے مراد ایسے بیمار جو مُردوں کی طرح ہوں ان کو زندہ کرنا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آیت کَذٰلِکَ یُحۡیِ اللّٰہُ الۡمَوۡتٰی میں اِحۡیَاءِ مَوۡتٰی کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

کَذٰلِکَ یُحۡیِ اللّٰہُ الۡمَوۡتٰی میں اِحۡیَاءِ مَوۡتٰی سے مراد: کَذٰلِکَ یُحۡیِ اللّٰہُ الۡمَوۡتٰی کے دو معنی ہیں— اوّل یہ کہ اس طرح اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کرتا ہے یعنی حقیقی مُردوں کو زندہ کر کے اس دنیا میں واپس لاتا ہے۔ یہ معنی اس جگہ پر نہیں لئے جا سکتے کیونکہ قرآن شریف کی دوسری آیات ان معنوں کے خلاف ہیں اور اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ حقیقی مُردے اس دنیا سے واپس نہیں آ سکتے۔۔۔ ایک معنے اس آیت کے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جو مُردوں کی طرح ہوں اُن کو زندہ کر دینا۔ یہ معنے عام محاورہ کے مطابق ہیں بعض دفعہ ایک چیز دوسری چیز کے ساتھ ایسی مشابہ ہو جاتی ہے کہ اُس کا نام اسے مل جاتا ہے چنانچہ عام بول چال میں جب کسی شخص کو کوئی سخت چوٹ لگے تو وہ اپنے درد اور کرب کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے ”ہائے میں مر گیا“ مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں مُردوں کی طرح ہو گیا۔ پس آیت کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ جو مُردوں کی طرح ہوں اللہ تعالیٰ اُن کو زندہ کر دیتا ہے یعنی جن کے بچنے کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ اور دنیوی علوم ان کی ہلاکت کا فتویٰ دے دیتے ہیں خدا تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے بچا لیتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 188 آن لائن ایڈیشن)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 4/ ستمبر 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اداریہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احیائے موتیٰ کا عظیم نشان!

سیّدنا حضرت اقدس مرزا غُلام احمد قادیانی علیہ السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود و مہدی معہود کے منصب پر فائز فرمایا ہے آپ نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا اور مسیح کے متعلق قرآن مجید اور انجیل میں لکھا ہے کہ وہ باذنِ الٰہی مُردوں کو زندہ کرتے تھے اور بیماروں کو چنگا کرتے تھے۔ اندھوں کو بینائی بخشتے تھے اگرچہ اس کا مطلب روحانی مُردوں کو زندگی بخشنا اور روحانی بیماروں کو اچھا کرنا ہے اور روحانی اندھوں کو بینائی بخشنا ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ نے محض اپنے فضل سے مسیح کو اور دیگر انبیاء کو بالخصوص ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو یہ طاقت بھی بخشی تھی کہ جسمانی طور پر بھی جو لوگ موت کے منہ میں جا چکے تھے اور قریب المرگ تھے اور جن کے علاج سے دنیوی ڈاکٹروں نے ہاتھ کھڑے کر دئے تھے ایسے مریضوں کو بھی انہوں نے موت کے منہ سے نکالا ہے۔

ایسے ہی عظیم الشان معجزات آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بھی ظاہر ہوئے ہیں۔ اِن نشانات کو دیکھ کر اُن سابقہ انبیاء اور حضرت مسیح کے نشانات پر بھی یقین کامل پیدا ہوتا ہے ورنہ وہ تو آج کے اس دور میں صرف سُنی سُنائی باتوں کے رنگ میں ہیں۔

ذیل میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے ہی سینکڑوں معجزات میں سے سر دست صرف ایک معجزہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1906ء کا ذکر ہے قادیان میں ایک طالب علم جس کا نام عبد الکریم تھا پڑھنے کیلئے آیا اور مدرسہ احمدیہ قادیان کے چوتھے سال میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ کیا بیتی وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں پڑھئے!

” عبد الکریم نام ولد عبد الرحمان ساکن حیدر آباد دکن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب العلم ہے۔ قضاء و قدر سے اس کو سگِ دیوانہ نے کاٹ لیا۔ ہم نے اس کو معالجہ کے لئے کسولی بھیج دیا چند روز تک اس کا کسولی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادیان میں واپس آیا۔ تھوڑے دن گزرنے کے بعد پھر اس میں آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ کُتّے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہوگئی تب اس غریب الوطن عاجز کیلئے میرا دل سخت بے قرار ہوا اور دعا کیلئے ایک خاص توجہ پیدا ہوگئی۔ ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹہ کے بعد مر جائے گا۔ ناچار اس کو بورڈنگ سے باہر نکال کر ایک الگ مکان میں دوسروں سے علیحدہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسولی کے انگریز ڈاکٹروں کی طرف تار بھیج دیا اور پُوچھا گیا کہ اس حالت میں اس کا کوئی علاج بھی ہے۔ اس طرف سے بذریعہ تار جواب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں۔ مگر اس غریب اور بے وطن لڑکے کیلئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہوگئی اور میرے دوستوں نے بھی اس کیلئے دعا کرنے کیلئے بہت ہی اصرار کیا کیونکہ اس غربت کی حالت میں وہ لڑکا قابل رحم تھا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مر گیا تو ایک بُرے رنگ میں اس کی موت شماتتِ اعداء ہوگی۔ تب میرا دل اس کیلئے سخت درد اور بے قراری میں مبتلا ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے اذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اس سے مردہ زندہ ہو جائے۔ غرض اس کیلئے اقبال علی اللہ کی حالت میسّر آگئی اور جب وہ توجہ انتہا تک پہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا تسلّط میرے دل پر کرلیا تب اس بیمار پر جو درحقیقت مُردہ تھا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوگئے اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا تھا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یا یَک دفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رُخ کیا اور اس نے کہا کہ اب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔ تب اس کو پانی دیا گیا تو اس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی یہاں تک کہ چند روز تک بکلی صحتیاب ہوگیا۔ میرے دل میں فی الفور ڈالا گیا کہ یہ دیوانگی کی حالت جو اس میں پیدا ہوگئی تھی یہ اس لئے نہیں تھی کہ وہ دیوانگی اس کو ہلاک کر دے بلکہ اس لئے تھی کہ تا خدا کا نشان ظاہر ہو اور **تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ کبھی دنیا میں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ ایسی حالت میں کہ جب کسی کو دیوانہ کُتّے نے کاٹا ہو اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہوگئے ہوں پھر کوئی شخص اس حالت سے جانبر ہو سکے۔**

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 46-47)

آج جبکہ Rabies کے انجکشن کو دریافت ہوئے سوا سو سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے اور اس کے موجد LOUIS PASTEUR کی یہ تحقیق سال بسال کامیاب مراحل سے گُزر رہی ہے اور پاگل کُتّے کے کاٹنے کے بعد اس ٹیکہ کا مثبت اثر ظاہر ہو رہا ہے اور مریض کی جان بچ جاتی ہے۔ لیکن اب تک ایسا کوئی علاج دریافت نہیں ہوا کہ جس مریض پر پاگل پن کا دورہ ہو جائے اس پر پھر یہ ویکسین کام کر سکے۔ لیکن سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خدا نے یہ معجزہ دکھایا کہ وہ شخص جس کو پاگل پن کا دورہ پڑ گیا اور ساری علامتیں ظاہر ہوگئیں اور ڈاکٹروں نے تحریری طور پر جواب دے دیا کہ

"Sorry Nothing Can be done for Abdul Kareem"

باوجود اس کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے اللہ نے یہ معجزہ ظاہر فرمایا کہ اللہ نے حضرت عبد الکریم صاحب کو شفا عطا فرمائی۔ میڈیکل سائنس میں یہ ایک ایسا حیران کن واقعہ ہے جس کی مثال آج تک دنیا میں نہیں ملتی اور یقیناً یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زندہ و تابندہ نشان ہے۔

عبد الکریم صاحب کے ساتھ یہ حادثہ 1907ء میں پیش آیا۔ اس کے بعد 1939ء میں ان کی وفات ہوئی۔ گویا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دُعا کے اس معجزہ کے بعد آپ بتیس سال زندہ رہے اور صحت والی زندگی گذاری۔ آپ یادگیر کرناٹک کے باشندہ تھے۔ قادیان سے واپس جانے کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ یادگیر اور دیگر علاقوں میں جماعتی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔ یادگیر میں آپ بطور خطیب خطبہ جُمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ آپ کے دو پوتے مکرم زبیر احمد صاحب اور خالد احمد صاحب ابھی بھی یادگیر میں حیات ہیں اور فعال زندگی گزار رہے ہیں۔ الحمد للہ

قادیان دار الامان میں بھی بفضلہٖ تعالیٰ آپ کی نسل کے بعض افراد مقیم ہیں۔ سبحان اللہ کیا نشان ہے۔ احیائے موتیٰ کے اس عظیم معجزہ کی۔ احیائے موتیٰ کے ایسے ہی بیسیوں نشان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی ایسا ہی احیائے موتیٰ ثابت ہے نہ یہ کہ وہ حقیقی مردوں کو پھر سے زندہ کر دیتے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

” اصل میں۔۔۔۔ احیائے موتیٰ پر ہمارا یہ ایمان نہیں ہے۔۔۔۔ نہ احیائے موتیٰ سے یہ مطلب ہے کہ حقیقی مُردہ کا احیاء کیا گیا۔۔۔۔ احیائے موتیٰ کے یہ معنیٰ ہیں کہ (1) روحانی زندگی عطا کی جاوے (2) یہ کہ بذریعہ دعا ایسے انسان کو شفا دی جاوے کہ وہ گویا مردوں میں شمار ہو چکا ہو جیسا کہ عام بول چال میں کہا جاتا ہے کہ فلاں تو مر کر جیا۔ احیائے موتیٰ سے مُراد بھی خطرناک مردوں کا تندرست ہونا ہے۔ “

(بدر 7/فروری 1907ء صفحہ 4)

اور در اصل ان نشانوں کا ظہور جہاں سیّدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی صداقت کو ظاہر کرتا ہے وہیں ان سے اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ جس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا آپ دم بھرتے ہیں وہ بھی سچائی کا نور اور صداقت کا مینار تھا۔

آپ فرماتے ہیں:

”خداوند کریم نے اس رسول مقبول کی تابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لُدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب تائیدات اور انعامات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیُمنِ متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جمال ہمنشیں در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم“

(براہین احمدیہ صفحہ 623 حاشیہ نمبر 11)

منظوم کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے	کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے	اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے
خبر لے اے مسیّحا دردِ دل کی	ترے بیمار کا دم گھٹ رہا ہے
دل آفت زدہ کا دیکھ کر حال	مرا زخم جگر بھی ہنس رہا ہے
کس کو بھی نہیں مذہب کی پروا	ہر اک دنیا کا ہی شیدا ہوا ہے
بھنور میں پھنس رہی ہے کشتیٔ دیں	تلاطم بحرِ ہستی میں بپا ہے
سروں پر چھا رہا ہے ابرِ ظلمت	اُسی سے جنگ ہے جو ناخدا ہے
خدایا اک نظر اس تفتہ دل پر	کہ یہ بھی تیرے در کا اک گدا ہے
غمِ اسلام میں جاں بلب ہوں	کلیجہ میرا منہ کو آرہا ہے
ہمارے حال پر ہنستی ہے گو قوم	ہمیں پر اس پہ رونا آرہا ہے
مسیّحا کو نہیں خوف و خطر کچھ	حمایت پر تُلا اس کی خدا ہے
ہوئے ہیں لوگ دشمن امر حق کے	اسی کا نام کیا صدق و صفا ہے
حیاتِ جاوداں ملتی ہے اس سے	کلامِ پاک ہی آب بقا ہے
دم عیسیٰ سے مردے جی اٹھے ہیں	جو اندھے تھے انہیں اب سوجھتا ہے
ذرا آنکھیں تو کھولو سونے والو!	تمھارے سر پہ سورج آ گیا ہے
زمین و آسماں ہیں اس پہ شاھد	جہاں میں ہر طرف پھیلی وبا ہے
مرا ہر ذرہ ہو قربانِ احمدؐ	مرے دل کا یہی اک مدعا ہے

(کلام محمود صفحہ ۳۵-۳۷)

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا ایک روشن پہلو یہ بھی ہے کہ آپؑ کی طبیعت میں ذرّہ نوازی اور قدر دانی اس قدر تھی کہ بظاہر چھوٹی چھوٹی خدمت اور بات پر شکریہ ادا فرمایا کرتے تھے

بازاری عورتوں کے عمل کو دیکھ کر بھی آپؑ کی نظر خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف پھری اور بڑے دَرد سے اس بات کا اظہار فرمایا کہ یہ لوگ چند روپوں کے لیے اپنی نیندیں برباد کرتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کا بھی شکر ادا نہیں کرتے اور نوافل اور نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتے اور جاگ نہیں سکتے۔ بلکہ بہت سے ایسے ہیں جو فرض نمازوں کی ادائیگی میں بھی سستی کر جاتے ہیں۔ فجر کی نماز پہ اٹھنا ہمارے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ پس ہر احمدی کو اس حوالے سے اپنا جائزہ لینا چاہیے

حضورؑ فرمایا کرتے تھے کہ اسباب سے کام لینا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب براہین احمدیہ تصنیف فرمائی تو اس کی مالی اعانت کرنے والوں کے نام اس کتاب میں لکھے اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کی تحریک فرمائی اور اس دعائیہ فہرست میں ان کے نام بھی ہیں جنہوں نے پانچ روپے، دو روپے، یہاں تک کہ دو آنے بھی دیے

کوئی موقع آپؑ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے جب اپنے ساتھیوں کا، ذرا سا بھی کام کرنے والوں کا شکر نہ ادا کرتے ہوں اور اپنی ساری محنت کا جو آپؑ نے اپنے ساتھیوں پر کی کبھی بھی اظہار نہیں کیا بلکہ تعریف کر رہے ہیں کہ انہوں نے میری مدد کی اور یہ کام میرے لیے آسان ہو گئے

خدام کے چھوٹے چھوٹے کام کی ہمیشہ قدر فرماتے اور ان کی دلجوئی فرماتے۔ ان کی محنت سے زیادہ دیتے۔ جن ایام میں کوئی کتاب یا رسالہ جلدی اور ضروری چھاپنا اور شائع کرنا مقصود ہوتا اور راتوں کو کام ہوا کرتا تھا تو جو لوگ حضور کے ساتھ عملہ پریس یا کاتب کام کرتے ان کے لیے دودھ اور دوسری ضروری چیزیں خاص توجہ سے مہیا فرماتے اور معمولی سے زیادہ اجرتیں دیتے اور بایں ان کی کارگذاری پر نہ صرف خوشی بلکہ شکریہ کا اظہار فرماتے (ایک روایت)

" انبیاء کا دل بڑا شکر گذار ہوتا ہے۔ ایک معمولی سے معمولی بات پر بھی بڑا احسان محسوس کرتے ہیں۔" (حضرت مصلح موعودؓ)

"مَیں کئی بار آپؑ کو کام کرتے دیکھ کر سویا۔ اور جب کہیں آنکھ کھلی تو کام ہی کرتے دیکھا حتّٰی کہ صبح ہو گئی۔ دوسرے لوگ اگرچہ خدا کے لیے کام کرتے تھے لیکن آپ علیہ السلام ان کی تکلیف کو محسوس کرتے تھے۔ کیوں؟ اس لیے کہ انبیاء کے دل میں احسان کا بہت احساس ہوتا ہے" (حضرت مصلح موعودؓ)

حضرت صاحبؑ کے لیے جب کوئی شخص تحفہ لاتا تو آپ بہت شکر گزار ہوتے تھے اور گھر میں بھی اس کے اخلاص کے متعلق ذکر فرمایا کرتے تھے اور اظہار کیا کرتے تھے کہ فلاں شخص نے یہ چیز بھیجی ہے (ایک روایت)

آپؑ چھوٹے چھوٹے تحفوں پر شکر گزاری کا اظہار فرمایا کرتے تھے

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے کیسے اعلیٰ انتظامات روحانی و جسمانی مہیا کیے ہیں کہ انسان ان کا شکر بھی ادا ہی نہیں کر سکتا۔ (حضرت مسیح موعودؑ)

یہ سوال لوگ اٹھاتے ہیں کہ شاید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے تمام افراد یا خلفاء پر چندہ فرض نہیں ہے اور وہ مستثنیٰ ہیں۔ تو واضح ہو کہ یہ استثنا صرف آپؑ کے پانچ بچوں کے لیے تھی۔ نہ بیٹوں کی بیویوں کے لیے۔ نہ بیٹیوں کے خاوندوں کے لیے۔ نہ ان کی اولاد کے لیے۔ اور جو بھی وصیت کرے گا اس کو بہر حال وصیت کا چندہ دینا پڑے گا اور اپنا حصہ جائیداد بھی دینا پڑے گا اور اسی طرح چندہ دینا پڑے گا جس طرح دوسرے موصی دیتے ہیں۔

یہ بھی واضح ہو کہ نہ کوئی خلیفہ حضرت مصلح موعودؓ کے بعد اس سے مستثنیٰ ہے بلکہ سب نے وصیت کی ہے اور اپنا وصیت کا چندہ ادا کرتے ہیں اور اسی طرح باقی تحریکات جو خلفاء کرتے ہیں ان میں سب نے حصہ لیا اور اپنی استطاعت کے مطابق بڑھ چڑھ کے حصہ لیا۔ کوئی استثنا نہیں نہ کسی خلیفہ کو نہ خاندان کے کسی فرد کو۔ یہ صرف ان پانچ بچوں کو استثنا تھا۔ یہ وضاحت میں اس لیے کر رہا ہوں کہ بعض جگہ سے مجھے ایک سوال پہنچا تھا

شکر گزاری کے حوالے سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا پاکیزہ عملی نمونہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21/ اگست 2026ء بمطابق 21/ ظہور 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر، ادارہ الفضل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس گہرائی سے اپنے اصحابؓ کو شکر گزاری کی طرف توجہ دلاتے تھے کہ اس بارے میں حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر ان سے فرمایا کہ ''آج تمہارا اور میراں بخش سودائی کا کیا جھگڑا ہو رہا تھا؟'' وہاں ایک مجذوب سا آدمی تھا، اس سے پیر صاحبؓ نے کوئی بحث کی ہو گی۔ تو کہتے ہیں ''مَیں ڈر گیا کہ خدا جانے حضرت اقدس کیا فرمادیں گے۔ ہماری ساری باتیں سنی ہونگی۔ مَیں نے ڈرتے ڈرتے سب حال سنایا۔ فرمایا یہ سودائی مجنون مرفوع القلم ہوتے ہیں'' یعنی ایسا آدمی جس کی کوئی سوچ نہیں ہوتی اور جس پر شریعت کے مطابق نیک اور بد اعمال بھی لکھے نہیں جاتے اور اس کے گناہ پر کوئی گرفت بھی نہیں ہوتی۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں'' یہ ایسی حالت میں جو کچھ کہیں یا جو کریں تو ان کی کچھ بھی پکڑ نہیں ہے۔'' سوچ ہی نہیں ہے ان کی، پکڑ کیا ہو گی۔ پکڑ تو اس کی ہوتی ہے جس میں کوئی عقل ہو۔ آپؑ نے فرمایا کہ ''ایسے لوگوں کو دنیا مجذوب، ولی اللہ اور قطب، صاحبِ خدمت کہا کرتی ہے۔'' تو یہ غلط کہتی ہے۔ ''لیکن دراصل یہ لوگ مجذوب اور ولی اللہ نہیں ہوتے۔ یہ لوگ محروم ہوتے ہیں یعنی تمام نعماء الٰہیہ سے محروم رہتے ہیں۔ چنانچہ عقل سے، ذہن سے، لباس سے، کھانے پینے کی لذّت، بیوی بچوں کی اور ان کی پرورش کی نعمتوں اور ثواب سے محروم'' ہوتے ہیں۔ ''اللہ تعالیٰ کی شناخت اور معرفت سے محروم'' ہوتے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے علوم سے محروم'' ہوتے ہیں۔ ''رسول نبی کی شناخت اور ان کی اتباع اور پیروی سے محروم'' ہوتے ہیں۔'' قرآن شریف کی تلاوت اور اس کے معانی اور اَسرار اور معارف اور نکات سے محروم۔ شریعت و طریقت سے محروم۔ پھر نماز جو معراج المومنین ہے اور روزہ جس کی خاص اللہ تعالیٰ ہی جزا ہے اور حج کے طریقوں اور زکوٰۃ اور پھر ان کے حصولِ ثواب اور درجات سے محروم ہیں۔ تم کو ایسے شخصوں کو دیکھ کر'' بجائے ان سے بحث کرنے کے، لڑنے کے ''خدا تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے کہ تم کو تمام نعمتوں اور فیوضوں سے متمتّع فرمایا'' اللہ تعالیٰ نے'' اور محروم نہیں کیا۔ عقل دی۔ ذہن دیا۔ قرآن شریف کی تلاوت اور اس کا علم اور اَسرار و معارف و نکات سے بہرہ وَر کیا۔ ہر ایک چیز حلال و حرام کی تمیز دی۔ رسولوں کی شناخت کی توفیق دی۔ اپنی ذات اور صفات کا علم دیا۔''

(تذکرۃ المہدی از پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ حصہ اول صفحہ 182-183)

پس جہاں آپؑ نے مرفوع القلم لوگوں سے بحث نہ کرنے کی بلکہ حسنِ سلوک کرنے کی تلقین فرمائی وہاں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر گزاری کی تعلیم بھی دی کہ ہمیں ایسے لوگوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سب نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔

اسی طرح حضرت ملک حسن محمد صاحبؓ کہتے ہیں کہ ''حضورؑ فجر کی نماز کے لیے تشریف لائے۔ بعد نماز حضورؑ نے خدام سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ رات کو سارنگیاں اور طنبورے کہاں بجتے رہے'' ہیں؟ باجے گانے قریب کہیں ہمسائیگی میں ہوتے رہے ہیں'' کسی نے عرض کیا حضور! مرزا نظام الدین صاحب نے کنچنی کو بلایا ہے'' ناچنے والی کو۔ وہ اس قسم کی حرکتیں کرتے تھے ''اور بیس(20) روپے رات کا وعدہ کیا ہے۔'' بیس روپے اس کو دینے تھے اور'' رات بھر مرزا نظام الدین کے ہاں ناچ ہوتا رہا ہے۔ حضور پُرنورؑ نے لمبی آہ بھر کر فرمایا۔ اللہ! یہ کس قدر نمک حلال ہے'' یعنی وہ کنچنی۔ فرمایا کہ یہ تو نمک حلال ہے کہ ''بیس(20) روپے کے عوض میں ساری رات ناچتی گاتی رہی اور جاگی رہی ہے

ہم اپنے حقیقی خالق و مالک کے لیے ایک دو گھنٹے بھی نہیں جاگ سکتے جس نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے متمتّع فرمایا ہوا ہے

اور ان فقروں کو دو تین دفعہ'' آپؑ نے'' دہرایا۔''

(روایات اصحاب احمدؑ جلد 3 صفحہ 278)

ان بازاری عورتوں کے عمل کو دیکھ کر بھی آپؑ کی نظر خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف پھری اور بڑے دَرد سے اس بات کا اظہار فرمایا کہ یہ لوگ چند روپوں کے لیے اپنی نیندیں برباد کرتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کا بھی شکر ادا نہیں کرتے اور نوافل اور نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتے اور جاگ نہیں سکتے بلکہ بہت سے ایسے ہیں جو فرض نمازوں کی ادائیگی میں بھی سستی کر جاتے ہیں۔ فجر کی نماز پہ اٹھنا ہمارے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ پس ہر احمدی کو اس حوالے سے اپنا جائزہ لینا چاہیے

کہ کس حد تک ہم اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا حق ادا کر رہے ہیں۔

حضورؑ کے کھانا کھانے کے وقت شکر گزاری

کا نقشہ حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ سرساوی یوں بیان کرتے ہیں کہ ''حضورؑ کی عادت تھی کہ حضورؑ کھانا کھاتے وقت سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا کرتے تھے اور یوں کھاتے تھے جیسے کسی چیز کی تلاش کر رہے ہیں۔''

(روایات اصحاب احمدؑ جلد 2 صفحہ 413)

یعنی اس دوران بھی ہر لقمہ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کر کے آپؑ شکر گزاری کرتے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں فرمایا کہ حضور'' حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہم نے دیکھا ہے۔ آپؑ کا یہ طریق تھا کہ جب آپؑ روٹی کھاتے تو روٹی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا توڑ کر اپنے منہ میں ڈال لیتے اور اس وقت تک کہ دانت اس کو چبا سکیں اچھی طرح چباتے رہتے۔ آپؑ کی عادت بڑا لقمہ لینے کی نہیں تھی بلکہ آپؑ ہمیشہ چھوٹا لقمہ لیتے اور جہاں اس پہلے لقمہ کو دیر تک چباتے رہتے وہاں روٹی کا ایک اَور ٹکڑا لے کر اپنے ہاتھ میں ملتے جاتے اور ساتھ ہی سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے جاتے۔ کچھ دیر کے بعد اس میں سے کوئی ٹکڑا سالن لگا کر منہ میں ڈال لیتے۔''

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 262-261 ایڈیشن 2023ء)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ''مجھے بوجہ کمسن ہونے کے نیز اس لیے بھی کہ حضرت اقدسؑ میرے والد حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب کو اپنے گھر میں ہی بحیثیت مہمان ٹھہرایا کرتے تھے اور ہم گھر میں ایسے ہی رہتے تھے جیسے ایک کنبہ کے افراد۔ ہم بے تکلفی سے اندر باہر آیا جایا کرتے تھے اور حضورؑ کے گھر میں ہی سویا کرتے تھے۔'' کہتے ہیں کہ ''مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جونہی علاقہ میں یا شہر میں طاعون نمودار ہوتی تو حضورؑ نہ صرف اپنے گھر کی صفائی کا حکم دیتے بلکہ بورڈنگ ہاؤس کی صفائی کے متعلق بھی اہتمام فرماتے اور ایسا ہی تمام احباب کو حکم دیتے کہ اپنے گھروں میں گندھک اور آگ اور فینائل اور گُوگل وغیرہ۔'' یہ گُوگل ایک درخت کی گوند ہوتی ہے جو جراثیم مارنے کے لیے، دھونی کے لیے استعمال ہوتی ہے'' اشیاء سے جراثیم کو ہلاک کرنے کا انتظام کیا جائے۔

حضورؑ فرمایا کرتے تھے کہ اسباب سے کام لینا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے۔''

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اس کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ایسی چیزیں پیدا کی ہیں جو ان وباؤں میں ان بیماریوں کا توڑ ہیں ماحول میں جو ایک Pollution ہو جاتی ہے، گندگی پائی جاتی ہے یا زہر پھیل جاتا ہے اس کو صاف کرنے کے لیے۔ آپؑ فرماتے تھے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا یہ بھی شکر ادا کرنا چاہیے ''اور اس کے حکم کی تعمیل کے مترادف ہے اور ترکِ اسباب شریعت الٰہیہ کے خلاف ہے۔'' یعنی کہ اسباب کو استعمال نہ کرنا یہ بھی شریعت کے خلاف ہے۔'' توکّل کا مقام اس کے بعد ہے۔ یعنی یہ کہ

اسباب کو اختیار کر کے انہی پر بھروسہ نہ کیا جائے بلکہ سچی معرفت یہ ہے کہ اسباب کے پیچھے خدا تعالیٰ کے ہاتھ کو دیکھا جائے۔''

(روایات اصحاب احمدؑ جلد 5 صفحہ 35) (اردو لغت جلد 16 صفحہ 304 اردو بورڈ کراچی)

کہ یہ جو میں کر رہا ہوں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ ہمارے لیے بہتری کے سامان پیدا فرمائے اور اس پر شکر ادا کرو۔ اگر اس طرح انسان سوچے تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کرتا رہے۔

حضرت محمد ابراہیم صاحبؓ بیان کرتے 1ہیں کہ'' ایک دفعہ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام 1904ء میں مقدمہ کرم دین والے کے واسطے گورداسپور میں تشریف فرما تھے'' تو یہ کہتے ہیں'' یہ عاجز بھی ایک مہینے کے لیے گورداسپور حضورؑ کی خدمت میں رہا۔ ایک دن ایک دوست ملتان کے رہنے والے تازہ پکی ہوئی کھجوریں لائے۔ کسی دوست نے کہا کہ یہ گرم ہوتی ہیں۔ وہ صاحب جو کھجوریں لائے تھے کہنے لگے کہ جتنی چاہو یہ کھجوریں کھالو اوپر سے تھوڑا سا پیاز کھالو کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔'' یہ بھی پرانے زمانہ میں بزرگوں کے اپنے ایک علاج کے ٹوٹکے ہوتے تھے کہ گرم چیز کوئی کھالی ہے تو پیاز کھالو اس کا اثر زائل ہو جائے گا۔'' حضرت مسیح موعودؑ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے خوب سامان کیا ہوا ہے کہ ہر ایک چیز کا مصلح بھی موجود ہوتا ہے'' یعنی اس کے اثرات سے بچانے کے لیے ایک دوسری چیز بھی موجود ہے۔ فرمایا کہ'' آم جتنے چاہو کھالو'' شوگر کے مریضوں کو کہتے ہیں آم نہیں کھانے چاہئیں میٹھا بہت ہوتا ہے۔'' اوپر سے تھوڑے سے جامن کھالو۔'' جامن جو ہیں یہ بھی شوگر کے مریض کا علاج ہے۔'' کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ کیلا'' ہے اس کے بھی نقصانات ہیں فائدے بھی ہیں تو۔'' جتنا چاہو کھالو اوپر سے تھوڑے سے کچے چاول چبالو۔ سب ہضم ہو جائیں گے۔ اس پر

حضورؑ نے ایک تقریر فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے کیسے اعلیٰ انتظامات روحانی و جسمانی مہیا کیے ہیں کہ انسان ان کا شکر بھی ادا ہی نہیں کرسکتا۔''

(روایات اصحاب احمدؑ جلد 2 صفحہ 172)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف تذکرۃ الشہادتین کو تحریر کرنے کے وقت بیماری سے شفا پانے پر شکر کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''جب مَیں نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا تو میرا ارادہ تھا کہ قبل اس کے جو 16/ اکتوبر 1903ء کو بمقام گورداسپور ایک مقدمہ پر جاؤں جو ایک مخالف کی طرف سے فوجداری میں میرے پر دائر ہے یہ رسالہ تالیف کرلوں اور اس کو ساتھ لے جاؤں۔ تو ایسا اتفاق ہوا کہ مجھے درد گردہ سخت پیدا ہوا۔ مَیں نے خیال کیا کہ یہ کام ناتمام رہ گیا۔ صرف دو چار دن ہیں۔ اگر میں اسی طرح درد گردہ میں مبتلا رہا جو ایک مہلک بیماری ہے تو یہ تالیف نہیں ہو سکے گی۔ تب خدا تعالیٰ نے مجھے دعا کی طرف توجہ دلائی۔ مَیں نے رات کے وقت میں جبکہ تین گھنٹے کے قریب بارہ بجے کے بعد رات گزر چکی تھی اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ اب میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو۔'' سارے گھر والوں کو اکٹھا کرلیا۔'' سو میں نے اسی دردناک حالت میں صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کے تصوّر سے دعا کی کہ یا الٰہی اس مرحوم کے لئے میں اس کو لکھنا چاہتا تھا ''یہ کتاب۔ کہتے ہیں جب مَیں نے یہ دعا کی'' تو ساتھ ہی مجھے غنودگی ہوئی اور الہام ہوا۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ یعنی سلامتی اور عافیت ہے۔ یہ خدائے رحیم کا کلام ہے۔ پس قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابھی صبح کے چھ نہیں بجے تھے کہ مَیں بالکل تندرست ہو گیا اور اُسی روز نصف کے قریب کتاب کو لکھ لیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 75-74)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا ایک روشن پہلو یہ بھی ہے کہ آپؑ کی طبیعت میں ذرّہ نوازی اور قدر دانی اس قدر تھی کہ بظاہر چھوٹی چھوٹی خدمت اور بات پر شکریہ ادا فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ'' اس ہفتہ میں''۔ جب بیان کر رہے ہیں اس وقت کی کہ'' سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی اور جس نے ہمارے ایمانوں کو بڑی قوّت بخشی وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقہ میں یوز آسف نبی کا چبوترا موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چبوترہ کے نام ہے۔ زیادہ تفصیل کا محل نہیں۔'' یہ لکھتے ہیں مولوی صاحبؓ کہ ''اس خط سے حضرت اقدس اس قدر خوش ہوئے کہ'' آپؑ نے فرمایا۔ اس خوشی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''فرمایا اللہ تعالیٰ گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لا دیتا تو مَیں کبھی اتنا خوش نہ ہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے۔'' مولوی عبد الکریم صاحبؓ کہتے ہیں کہ'' برادران! دینی بات پر یہ خوشی کیا یہ من جانب اللہ ہونے کا نشان نہیں؟ کون ہے آج جو اعلائے کلمۃ اللہ کی باتوں پر ایسی خوشی کرے؟ مَیں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اس وقت حضرت کی خوشی کو دیکھ کر اور اندازہ کر کے اپنے دل میں سخت شرمندہ ہوتا تھا کہ مَیں بھی اگرچہ خوش ہوں اور اور احباب بھی خوشیاں منا رہے ہیں کہ باطل کی شکست کے لیے ایک اَور راہ نکل آئی اور اب مسیح علیہ السلام کی رفتار کا پورا نقشہ مل گیا'' لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خوشی کا مقابلہ ہی کوئی نہیں تھا۔

(ماخوذ از الحکم جلد 3 نمبر 24 مؤرخہ 10/ جولائی 1899 صفحہ 3 کالم 1)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب براہینِ احمدیہ تصنیف فرمائی تو اس کی

مالی اعانت کرنے والوں کے نام اس کتاب میں لکھے اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کی تحریک فرمائی اور اس دعائیہ فہرست میں ان کے نام بھی ہیں جنہوں نے پانچ روپے، دو روپے، یہاں تک کہ دو آنے بھی دیے۔

حضورؑ تحریر فرماتے ہیں: ” اس خداوندِ عالَم کا کیا کیا شکر ادا کیا جائے کہ جس نے اوّل مجھ ناچیز کو محض اپنے فضل اور کرم اور عنایت غیبی سے اس کتاب کی تالیف اور تصنیف کی توفیق بخشی اور پھر اس تصنیف کے شائع کرنے اور پھیلانے اور چھپوانے کے لیے اسلام کے عمائد اور بزرگوں اور اکابر اور امیروں اور دیگر بھائیوں، مومنوں اور مسلمانوں کو شائق اور راغب اور متوجہ کر دیا۔ پس اس جگہ ان تمام حضرات معاونین کا شکریہ کرنا بھی واجبات سے ہے کہ جن کی کریمانہ توجہات سے میرے مقاصدِ دینی ضائع ہونے سے سلامت رہے اور میری محنتیں برباد جانے سے بچ رہیں۔ مَیں ان صاحبوں کی اعانتوں سے ایسا ممنون ہوں کہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ جن سے مَیں ان کا شکر ادا کرسکوں۔ بالخصوص جب مَیں دیکھتا ہوں کہ بعض صاحبوں نے اس کارِ خیر کی تائید میں بڑھ بڑھ کے قدم رکھے ہیں اور بعض نے زائد اعانتوں کے لئے اور بھی مواعید فرمائے ہیں تو یہ میری ممنونی اور احسان مندی اَور بھی زیادہ ہوجاتی ہے۔“ پھر آپؑ نے ان اعانت کرنے والوں کے نام بھی لکھے ہیں جنہوں نے مدد فرمائی تھی اور آپؑ نے فرمایا کہ ”مَیں نے... اسماء مبارک ان تمام مردانِ اہلِ ہمت اور اولی العزم کے کہ جنہوں نے خریداری اور اعانت طبع اس کتاب میں کچھ کچھ عنایت فرمایا مع رقوم عنایت شدہ ان کی کے زیب تحریر کئے ہیں“ اور ایسے آپؑ نے ساروں کے نام لکھے اور آپؑ نے فرمایا“ اور ایسا ہی آئندہ بھی تااختتام طبع کتاب عمل درآمد رہے گا کہ“ یعنی مَیں نام لکھتا رہوں گا ”تاجب تک صفحۂ روزگار میں نقش اِفادہ اور اِفاضہ اس کتاب کا باقی رہے۔“ جب تک لوگ اس کتاب سے فیض پاتے رہیں گے یہ نام لکھے جائیں گے تاکہ لوگ ان کے لیے دعا کرتے رہیں کیونکہ آپؑ نے فرمایا کہ اس کتاب کا (اِفادہ اور اِفاضہ) باقی رہے ”ہر یک مستفیض کہ جس کا اس کتاب سے وقت خوش ہو مجھ کو اور میرے معاونین کو دعائے خیر سے یاد کرے۔“ (براہین احمدیہ حصہ اوّل روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 5) جو بھی اس سے فائدہ اٹھائے وہ مجھے اور معاونین کے لیے دعا کرتا رہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام مِنَنُ الرحمان رکھا اور اس میں آپؑ نے ثابت فرمایا کہ عربی زبان اُمُّ الْاَلْسِنَة ہے یعنی تمام زبانوں کی ماں ہے اور اس سلسلہ میں

جن احباب نے کچھ حوالہ جات نکالنے میں آپؑ کی مدد کی ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے

بیان فرماتے ہیں: ” ہم اس جگہ اپنے ان دوستوں کا شکر ادا کرنے سے رہ نہیں سکتے جنہوں نے ہمارے اس کام میں زبانوں کا اشتراک ثابت کرنے کے لئے مدد دی ہے۔ ہم نہایت خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ

ہمارے مخلص دوستوں نے اشتراک السنہ ثابت کرنے کے لیے وہ جان فشانی کی ہے جو یقیناً اُس وقت تک اِس صفحۂ دنیا میں یادگار رہے گی جب تک کہ یہ دنیا آباد رہے۔

اِن مردانِ خدا نے بڑی بہادری سے اپنے عزیز وقتوں کو ہمیں دیا ہے اور دن رات بڑی محنت اور عرق ریزی اٹھا کر اس عظیم الشان کام کو انجام دے دیا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ ان کو جناب الٰہی میں بڑا ہی ثواب ہوگا کیونکہ وہ ایک ایسے جنگ میں شریک ہوئے جس میں عنقریب اسلام کی طرف سے فتح کے نقارے بجیں گے۔ پس ہر ایک ان میں سے الٰہی تمغہ پانے کا مستحق ہے۔ میں اس کیفیت کو بیان نہیں کرسکتا کہ وہ کیونکر ہر یک جلسہ میں اشتراک نکالنے کے لئے اندر ہی اندر صدہا کوس نکل جاتے تھے اور پھر کیوں کر کامیابی کے ساتھ واپس آکر کسی لفظ مشترک کا تحفہ پیش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اسی طرح دنیا کی زبانیں ہمارے پاس جمع ہوگئیں۔ میں کبھی اس کو فراموش نہیں کروں گا کہ اس عظیم الشان کام میں ہمارے مخلص دوستوں نے وہ مدد دی جو میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے مَیں اس کا اندازہ بیان کرسکوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ یہ ان کی محنتیں قبول فرماوے اور ان کو اپنے لئے قبول کرلیوے اور گندی زیست سے ہمیشہ دور اور محفوظ رکھے اور اپنا انس اور شوق بخشے اور ان کے ساتھ ہو۔ آمین ثم آمین...“

پھر آپؑ نے ان لوگوں کے نام بھی لکھے ہیں جنہوں نے مدد کی۔ جن میں آپؑ نے حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ کو سب سے پہلے فرمایا۔ پھر حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ اور اسی طرح اَور بہت سے صحابہؓ ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کس کی کوششیں اس کام میں زیادہ ہیں اور وہ کسی مخلص کی محنت کو ضائع نہیں کرے گا مگر جہاں تک ہمارا علم اور رویت ہمیں جتلاتا ہے وہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ کوشش اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب اور اخویم مولوی عبد الکریم صاحب کی ہیں جو تمام تعلقات چھوڑ کر کئی مہینوں سے اس کام کے لئے میرے پاس موجود ہیں اور حضرت مولوی نور دین صاحب نے نہ صرف اتنی ہی مدد دی بلکہ اس کام کے لئے عمدہ عمدہ کتابیں انگریزی اپنی قیمت سے خرید کر منگوا دیں اور اسی مطلب کے لیے قیمتی کتابوں کا ذخیرہ اکٹھا کیا۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا۔ وَاللّٰهُ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۔“ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں بہتر جزا دے اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

(مِنن الرحمٰن، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 144-143)

حضرت اقدسؑ میاں منظور محمد صاحبؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ” بطور شکر احسان باری تعالیٰ کے اس بات کا ذکر کرنا واجبات سے ہے کہ میرے اہم کام تحریر تالیفات میں خدا تعالیٰ کے فضل نے مجھے ایک عمدہ اور قابل قدر مخلص دیا ہے یعنی عزیزی میاں منظور محمد کاپی نویس جو نہایت خوشخط ہے جو نہ دنیا کے لئے بلکہ محض دین کی محبت سے کام کرتا ہے اور اپنے وطن سے ہجرت کرکے اسی جگہ قادیان میں اقامت اختیار کی ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے کہ میری مرضی کے موافق ایسا مخلص سرگرم مجھے میسّر آیا ہے کہ مَیں ہر ایک وقت دن کو یا رات کو کاپی نویسی کی خدمت اس سے لیتا ہوں۔ اور وہ پوری جان فشانی سے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اس خدمت کو انجام دیتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس روحانی جنگ کے وقت میں میری طرف سے دشمنوں کو شکست دینے والے رسالوں کے ذریعہ سے تاڑ تاڑ مخالفوں پر فیر ہو رہے ہیں اور درحقیقت ایسے مؤیّد اسباب میسّر کردینا یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے جس طرف سے دیکھا جائے تمام نیک اسباب میرے لیے میسّر کئے گئے ہیں اور تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی کہ گویا میں نہیں بلکہ فرشتے لکھتے جاتے ہیں گو بظاہر میرے ہی ہاتھ ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 546 ایڈیشن 2019ء)

کوئی موقع آپؑ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے جب اپنے ساتھیوں کا، ذرا سا بھی کام کرنے والوں کا شکر نہ ادا کرتے ہوں اور اپنی ساری محنت کا جو آپؑ نے اپنے ساتھیوں پر کی کبھی بھی اظہار نہیں کیا بلکہ تعریف کر رہے ہیں کہ انہوں نے میری مدد کی اور یہ کام میرے لیے آسان ہو گئے۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان کرتے ہیں کہ

” خدام کے چھوٹے چھوٹے کام کی ہمیشہ قدر فرماتے اور ان کی دلجوئی فرماتے۔ ان کی محنت سے زیادہ دیتے۔ جن ایام میں کوئی کتاب یا رسالہ جلدی اور ضروری چھاپنا اور شائع کرنا مقصود ہوتا اور راتوں کو کام ہوا کرتا تھا تو جو لوگ حضور کے ساتھ عملہ پریس یا کاتب کام کرتے ان کے لیے دودھ اور دوسری ضروری چیزیں خاص توجہ سے مہیا فرماتے اور معمولی سے زیادہ اجرتیں دیتے اور بارہا ان کی کارگذاری پر نہ صرف خوشی بلکہ شکریہ کا اظہار فرماتے۔“

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حصہ سوم صفحہ 348)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ

” انبیاء کا دل بڑا شکر گذار ہوتا ہے۔ ایک معمولی سے معمولی بات پر بھی بڑا احسان محسوس کرتے ہیں۔“

آپؓ فرماتے ہیں: ”مَیں نے دیکھا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں جب دن رات چھپتیں تو باوجود اس کے کہ آپؑ کئی کئی راتیں بالکل نہیں سوتے تھے لیکن جب کوئی شخص رات کے وقت پروف لاتا تو اس کے آواز دینے پر خود اٹھ کر لینے کے لیے جاتے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے کہ جَزَاكَ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔ اس کو کتنی تکلیف ہوئی ہے۔ یہ لوگ کتنی تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ خدا ان کو جزائے خیر دے حالانکہ آپؑ خود ساری رات جاگتے رہتے تھے۔“

آپؓ فرماتے ہیں کہ

”مَیں کئی بار آپؑ کو کام کرتے دیکھ کر سویا۔“ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کئی بار میں آپؑ کو کام کرتے دیکھ کر سویا“ اور جب کہیں آنکھ کھلی تو کام ہی کرتے دیکھا حتّٰی کہ صبح ہوگئی۔ دوسرے لوگ اگرچہ خدا کے لیے کام کرتے تھے لیکن آپ ”علیہ السلام“ ان کی تکلیف کو محسوس کرتے تھے۔ کیوں؟ اس لیے کہ انبیاء کے دل میں احسان کا بہت احساس ہوتا ہے۔“

(الفضل 19/اگست 1916ء جلد 4 نمبر 13 صفحہ 7 کالم 3)

پھر ایک واقعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ”حافظ نبی بخش صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں سیر کے لیے تشریف لے گئے۔ اس وقت حضورؑ کے دستِ مبارک میں ایک بید کا عصا تھا۔ ایک درخت پر پھل اتارنے کے لیے وہ عصا مار امگر وہ عصا درخت میں ہی اٹک گیا۔ ”پھینکا دور سے، وہیں اٹک گیا“ اور ایسی طرح پھنسا کہ اترنے میں ہی نہ آتا تھا۔“ نیچے نہیں گر رہا تھا۔” اصحاب نے ہر چند سوٹا اتارنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔“ تو نبی بخش صاحبؓ کہتے ہیں کہ ”مَیں نے عرض کیا کہ حضور! مَیں درخت پر چڑھ کر اتار دیتا ہوں اور مَیں جھٹ چڑھا اور عصا مبارک اتار لایا۔ حضورؑ اس قدر خوش اور متعجب ہوئے کہ بار بار محبت بھرے الفاظ میں فرماتے تھے کہ ” میاں نبی بخش یہ تو آپ نے کمال کیا کہ درخت پر چڑھ کر فوراً سوٹا اتار لیا۔ کیسے درخت پہ چڑھے اور کس طرح سے درخت پر چڑھنا سیکھا۔ یہ سوٹا تو ہمارے والد صاحب کے وقت کا تھا جسے گویا آج آپ نے نیا دیا ہے۔“ حضورؑ راستہ میں بھی بار بار فرماتے تھے کہ میاں نبی بخش نے درخت پر چڑھ کر سوٹا اتارنے میں کمال کیا ہے۔ نیز حضورؑ کی عادت میں داخل تھا کہ خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا کسی کو تُو کے لفظ سے خطاب نہ کرتے تھے حالانکہ میں چھوٹا بچہ تھا مجھے کبھی حضورؑ نے تُو سے مخاطب نہ کیا تھا۔“ (سیرت المہدی جلد 1 حصہ سوم روایت نمبر 543 صفحہ 536)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ” ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ

حضرت صاحبؑ کے لیے جب کوئی شخص تحفہ لاتا تو آپ بہت شکر گزار ہوتے تھے اور گھر میں بھی اس کے اخلاص کے متعلق ذکر فرمایا کرتے تھے اور اظہار کیا کرتے تھے کہ فلاں شخص نے یہ چیز بھیجی ہے۔“

(سیرت المہدی جلد 1 حصہ سوم روایت نمبر 713 صفحہ 647)

کس طرح آپؑ چھوٹے چھوٹے تحفوں پر شکر گزاری کا اظہار فرمایا کرتے تھے

اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ اہلیہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ مرحوم نے اپنی تحریر میں لکھ کے بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ڈاکٹر صاحبؓ تین ماہ کی رخصت لے کر آگرہ سے قادیان آئے۔ آگرے میں خورمے، بالوشاہی قسم کی ایک مٹھائی ہے، وہ بہت عمدہ اور بڑے بڑے بنتے تھے۔ حضورؑ کو پسند بھی تھے۔ ڈاکٹر صاحبؓ جب آتے تو حضرت صاحبؑ کے لیے خورمے ضرور لاتے تھے۔ ایک دن جب وہ آئے تو حضور علیہ السلام نے اس دن صبح سے کھانا نہیں کھایا ہوا تھا۔ کہتی ہیں عصر کے وقت مَیں گھر میں آئی اور آپؑ بہت خوش ہوئے۔ مجھ سے سفر کا حال پوچھا۔ اماں جانؓ نے کہا کہ کھانا تیار ہے۔ آپؑ نے فرمایا طبیعت نہیں چاہ رہی کھانا کھانے کو۔ پھر حضرت اماں جانؓ نے کہا کہ مراد خاتون۔ یعنی یہی خاتون جو تھیں آپؑ کے لیے آگرے سے خورمے لائی ہیں۔ پہلے تو آپؑ بہت خوش ہوئے۔ پھر فرمایا کہ مجھے پسند ہیں لاؤ کھاؤں۔ جب سامنے لائے گئے تو آپؑ نے بڑی تعریف فرمائی۔ فرمایا اتنے زیادہ۔ پھر حضورؑ نے انہیں کھایا اور فرمایا کہ میرے لیے رکھ لو۔ کچھ کھایا کچھ کھاؤں گا۔ آپؑ کے کھانے کے بارے میں تو پہلے بیان ہو ہی چکا ہے کس طرح آپؑ تھوڑا تھوڑا کھاتے تھے اور دعا کرتے ہوئے کھایا کرتے تھے۔ بہرحال کہتی ہیں کہ آپؑ کے اس طرح اس چھوٹی سی بات پر اتنی تعریف کرنے پر میرا دل بڑا خوش ہوا کہ مَیں بیان نہیں کرسکتی۔ مَیں نے ڈاکٹر صاحبؓ کو بتایا تو وہ بھی بہت خوش ہوئے اور کتنی دیر تک آسمان کی طرف منہ کرکے سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتے رہے۔ بڑے مخلص تھے ڈاکٹر صاحبؓ بھی۔

(مأخوذ از سیرت المہدی جلد 2 حصہ پنجم روایت نمبر 1297 صفحہ 193 - 194) (اردو لغت جلد 8 صفحہ 540)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جب گورداسپور میں“ مولوی کرم دین آف بِھیں کی طرف سے” مقدمہ دائر تھا اس وقت روپے کی تنگی تھی۔ اخراجات بڑھ گئے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت بعض لوگوں کو تحریک کی گئی اور جنہیں تحریک کی گئی ان میں سے ایک ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب بھی تھے۔ اس موقع پر ان کے گھر میں جو کچھ تھا انہوں نے جمع کرکے سب بھجوا دیا اور لکھ دیا کہ آئندہ بھی جو آمدنی ہوگی وہ بھیجتا رہوں گا۔ چنانچہ تنخواہ اور پریکٹس سے جو کچھ انہیں ملتا اسے بھیج دیتے“ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

خدمت میں۔ ’’ایک دوست نے جو ان دنوں ان کے مہمان تھے سنایا کہ مَیں نے کہا: سب کچھ وہاں بھیج دیتے ہیں اپنے لیے کیوں کچھ نہیں رکھتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں اب وقت ایسا ہی ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ایک چٹھی لکھی جو مَیں نے خود پڑھی ہے۔‘‘ ڈاکٹر صاحبؓ نے فرمایا کہ یہ وقت ہی ایسا ہے کہ مسیح موعودؑ کی خدمت کی جائے۔ تو بہرحال اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک چٹھی بھی ان کو لکھی اور حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے وہ چٹھی خود پڑھی ہوئی ہے اور ’’اس میں آپ نے لکھا آپ نے قربانی کی حد کر دی۔‘‘ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدینؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھ رہے ہیں کہ آپؓ نے قربانی کی حد کر دی ہے ’’اب آپ کو چندہ دینے کی ضرورت نہیں۔‘‘ اتنی زیادہ قربانی کر رہے ہیں’’ حالانکہ آپ نے فرمایا ہے‘‘ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہی تلقین فرمایا کرتے تھے کہ باقاعدہ چندہ دیا کرو اور آپؑ نے فرمایا کہ ’’ جو تین ماہ چندہ نہ دے وہ جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ یہ چٹھی‘‘ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں ’’ اب بھی شاید خلیفہ صاحب مرحوم کے گھر میں ہو۔ وہ اس کے بعد بھی چندہ دیتے تھے اور انہیں دینا چاہیے تھا۔‘‘ یہ نہیں کہ ایک چٹھی لکھنے کے بعد انہوں نے چندہ دینا بند کر دیا۔ وہ پھر بھی چندہ دیتے رہے اور حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ انہیں دینا چاہیے تھا’’ کیونکہ پہلے وہ فرض ادا کرتے تھے اور بعد میں شکریہ کے طور پر دیتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے ماتحت جو کتاب لکھی اس میں ہمیں وصیت سے مستثنیٰ کیا ہے۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ رسالہ الوصیت جو لکھا اس میں ہمیں یعنی اپنی اولاد کو مستثنیٰ قرار دیا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’میرے دل میں ہمیشہ ایک خلش سی رہتی تھی کہ ہمیں قربانی کے ایک موقع سے محروم کر دیا گیا مگر پھر خیال آیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر عبادت کرتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں آپؐ کے پاؤں متورّم ہو جاتے۔ یہ دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے سب گناہ معاف کر دیئے تو آپ اس قدر تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں آپؐ نے فرمایا: اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی کیا مَیں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔‘‘ ایسے مقام پر پہنچ کر، حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’ ایسے مقام پر پہنچ کر فرضاً اور وجوباً نہیں تو شکریہ کے طور پر عمل ہونا چاہئے۔‘‘ اگر فرض نہ بھی ہو تو شکریہ کے طور پر عمل ہونا چاہیے۔ یہ مجھے خیال آیا کہ گو ہمیں وصیت کے چندے سے استثناء کیا گیا ہے لیکن شکریہ تو ادا کرنا چاہیے۔‘‘ چنانچہ اس کے بعد مَیں نے ایسا طریق اختیار کیا کہ میرا چندہ موصیوں کے چندوں سے زیادہ ہی ہو۔ پھر مجھے یاد آیا میرا ایک الہام بھی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے تھوڑے دنوں بعد مجھے الہام ہوا: اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا‘‘ کہ ’’خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو داؤد قرار دیا ہے۔ یَا دَاوٗدُ عَامِلْ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَّ حُسْنًا۔‘‘ کہ اے داؤد! لوگوں کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کا معاملہ کرو’’ یعنی اللہ تعالیٰ بعض لوگوں سے مشقّت اٹھا دیتا ہے مگر ان کا فرض ہوتا ہے کہ شکریہ کے طور پر پھر بھی عمل کریں۔ شاید یہ الہام میرے اسی وہم کے ازالہ کے لیے ہو۔‘‘ (خطبات محمود جلد 1 صفحہ 221-220 وحاشیہ صفحہ 225-224) (تذکرہ صفحہ 109 و 120 ایڈیشن 1956ء، تذکرہ صفحہ 91 و 255 ایڈیشن 2023ء) تو حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ پھر مَیں نے چندہ بہت دیا۔ تو یہاں یہ بھی بتا دوں کہ ایک سوال مجھے بھی پہنچا۔

یہ سوال بعض لوگ اٹھاتے ہیں کہ شاید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے تمام افراد یا خلفاء پر چندہ نہیں ہے اور وہ مستثنیٰ ہیں۔ تو واضح ہو کہ یہ استثنا صرف آپؑ کے پانچ بچوں کے لیے تھی۔ نہ بیٹوں کی بیویوں کے لیے۔ نہ بیٹیوں کے خاوندوں کے لیے۔ نہ ان کی اولاد کے لیے۔ اور جو بھی وصیت کرے گا اس کو بہرحال وصیت کا چندہ دینا پڑے گا اور اپنا حصہ جائیداد بھی دینا پڑے گا اور اسی طرح چندہ دینا پڑے گا جس طرح دوسرے موصی دیتے ہیں۔

بہرحال یہ بھی میں واضح کر دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کی جو بہشتی مقبرہ کی زمین ہے وہ بھی عطا فرمائی تھی۔ شاید ایک یہ بھی وجہ ہے۔ اَور بھی وجوہات تھیں بہت ساری، اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہوں گی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے پانچ بچوں کو چندے سے استثنا دیا، وصیت کے چندے سے اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کی اجازت دی لیکن قربانیاں ان لوگوں نے بہت زیادہ کی ہیں۔ حضرت اماں جانؓ نے بھی اور آپؑ کی اولاد نے بھی بہت قربانیاں ہر تاریخ میں کی ہیں۔

تو بہرحال جس طرح حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے آپؓ نے جماعتی مقاصد کے لیے ایک موصی سے بڑھ کر مالی قربانیاں کی ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باقی اولاد نے بھی کی ہیں اور

یہ بھی واضح ہو کہ نہ کوئی خلیفہ، حضرت مصلح موعودؓ کے بعد اس سے مستثنیٰ ہے بلکہ سب نے وصیت کی ہے اور اپنا وصیت کا چندہ ادا کرتے ہیں اور اسی طرح باقی تحریکات جو خلفاء کرتے ہیں ان میں سب نے حصہ لیا اور اپنی استطاعت کے مطابق بڑھ چڑھ کے حصہ لیا۔ کوئی استثنا نہیں نہ کسی خلیفہ کو نہ خاندان کے کسی فرد کو۔ یہ صرف ان پانچ بچوں کو استثنا تھا۔ یہ وضاحت میں اس لیے کر رہا ہوں کہ بعض جگہ سے مجھے ایک سوال پہنچا تھا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ منشی عبدالعزیز صاحب اَوجَلوِیؓ نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جبکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر گورداسپور میں فوجداری دعویٰ کیا ہوا تھا اور حضورؑ خان صاحب علی محمد صاحب پنشنر کے مکان متصل مسجد حجاماں میں مقیم تھے۔ خاکسار اور میاں جمال الدین اور امام الدین اور خیر الدین صاحبان ساکنان سیکھواں حضورؑ کے ساتھ تھے۔ باقی دوست دوسری جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک دن حضورؑ کو پیٹ کی خرابی کی شکایت ہوئی۔ عام طور پہ آپؑ کو انتڑیوں کی تکلیف رہا کرتی تھی تو بار بار قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ حضورؑ نے ہمیں سوئے رہنے کے لیے فرمایا کہ مَیں اٹھتا ہوں تم لوگ نہ اٹھا کرو۔ جب حضورؑ رفع حاجت کے لیے اٹھتے تو خاکسار اسی وقت اٹھ کر پانی کا لوٹا لے کر حضورؑ کے ساتھ ساتھ جاتا۔ تمام رات ایسا ہی ہوتا رہا۔ ہر بار حضورؑ یہی فرماتے ہیں کہ تم سوئے رہو۔ صبح کے وقت حضورؑ نے مجلس میں بیٹھ کر ذکر فرمایا کہ مسیحؑ کے حواریوں اور ہمارے دوستوں میں ایک نمایاں فرق ہے۔ ایک موقع مسیحؑ پر تکلیف کا آتا ہے تو وہ اپنے حواریوں کو جگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جاگتے رہو اور دعائیں مانگو مگر وہ سو جاتے ہیں اور بار بار جگاتے ہیں مگر وہ پھر سو جاتے ہیں لیکن

مسیح محمدیؑ کے حواریوں کا یہ حال ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو بار بار تاکید کرتے ہیں کہ سو رہو لیکن وہ پھر بھی جاگتے ہیں۔

چنانچہ خاکسار کا نام لے کر فرمایا کہ

مَیں نہیں جانتا کہ میاں عبدالعزیز تمام رات سوئے بھی ہیں کہ نہیں۔ میرے اٹھنے پر فوراً ہوشیاری کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور باوجود میرے بار بار تاکید کرنے کے کہ سوئے رہو، اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس پر تبصرہ کیا ہے کہ

حضرت مسیح ناصریؑ کا یہ قول سچا ہے اور ضرور سچا ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو ہر غیر متعصّب شخص کو ماننا پڑے گا کہ جو شیریں پھل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت نے پیدا کیا ہے وہ حضرت مسیح ناصریؑ کی صحبت ہرگز پیدا نہیں کر سکی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے انفاسِ قدسیہ نے ہزاروں لاکھوں انسانوں کی ایسی جماعت پیدا کر دی جو آپؑ کے لیے اپنی جان قربان کر دینے کو سب فخروں سے بڑھ کر فخر سمجھتی تھی اور بلکہ اب تک سمجھتی ہے۔

اور آپؑ کی ذرا سی تکلیف پر اپنا ہر آرام اور راحت قربان کر دینے کو تیار تھی اور ہے۔ مگر حضرت مسیح ناصریؑ بارہ آدمیوں کی قلیل جماعت کو بھی سنبھال نہ سکے اور ان میں سے ایک نے تیس روپے لے کر آپؑ کو پکڑوا دیا۔ حکومت کو خبر کر دی۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 1 روایت نمبر 701 صفحہ 639 تا 640)

حضرت عنایت اللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’جب میں پہلی دفعہ قادیان آیا تو ایک عطر کی شیشی ہمراہ لایا۔ پیدل سفر کیا۔ رات بٹالہ رہا‘‘ تو کہتے ہیں’’ جب شیشی دیکھی‘‘ مَیں نے ’’تو سوائے ایک قطرہ کے باقی ضائع ہو گیا‘‘ تھا۔ ’’ مجھے سخت افسوس ہوا۔ شام کی نماز کے وقت جب حضورؑ مسجد مبارک کی چھت پر تشریف لائے، مصافحہ کیا اور حضورؑ کو بندہ نے دبانا شروع کیا‘‘ تو مَیں نے ’’عرض کی کہ مَیں ایک شیشی عطر لایا تھا وہ راستہ میں ضائع ہو گیا۔ شیشی حضورؑ کی خدمت میں پیش کر دی‘‘ اسی طرح ایک قطرے کے ساتھ ہی۔‘‘ فرمایا: تم کو پوری شیشی کا ثواب مل گیا ہے۔‘‘ جَزَاکَ اللّٰہ کہا۔

(روایات اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 131)

حضرت محمد اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’ میں قریباً بیس [20] سال کا تھا کہ گورداسپور میں کرم الدین جہلمی (دراصل بِھیں ضلع جہلم کا تھا)‘‘ یا آج کل تو ضلع چکوال میں ہے۔ بہرحال اس ’’کے مقدمہ کا حکم سنایا جانا تھا۔ میں ایک دن پہلے اپنے گاؤں سے وہاں پہنچ گیا (تھا)۔ وہاں پر ایک کوٹھی (میں) حضور علیہ السلام بھی اترے ہوئے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ادھر کے ایک کمرے میں بیٹھے تھے۔ وہاں پر میرے والد صاحب میاں جمال الدین صاحب، میاں امام الدین صاحب سیکھوانی اور چوہدری عبدالعزیز صاحب بھی موجود تھے۔ مَیں نے جا کر حضورؑ کو پنکھا جھلنا شروع کر دیا۔ حضورؑ نے میری طرف دیکھا اور میرے والد میاں جمال الدین صاحب کی طرف اشارہ کر کے مسکرا کر فرمایا کہ میاں اسماعیل نے بھی آ کر ثواب میں سے حصہ لے لیا ہے۔ حضورؑ کا معمولی اور ادنیٰ خدمت سے خوش ہو جانا‘‘ کہتے ہیں’’ اب بھی مجھے یاد آتا ہے تو طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔‘‘ (روایات اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 139)

حضرت میاں صدر الدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’آپ کے جسم پر اونی لوئی ہوتی تھی جو مونڈے پر ڈال کر حضورؑ باہر (تشریف) لایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ چوہدری بھولے نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ بٹالہ گیا۔ آپؑ کے پاس ایک گھوڑا تھا۔ کچھ دیر آپؑ اوپر چڑھے رہے۔ پھر مجھے چڑھا دیا۔‘‘ یعنی پہلے خود سوار ہوئے۔ پھر ان کو چڑھا دیا’’ اور کچھ وقت خالی گھوڑے کو لے گئے تاکہ وہ بھی آرام کر لے۔ اسی طرح چراغ چپڑاسی مدرسہ احمدیہ کے باپ نے مجھے بتایا تھا کہ ایک دفعہ حضورؑ فَجّے کشمیری والے کنوئیں پر لے گئے تاکہ وہاں جا کر نہائیں۔ رستہ میں مجھے ایک پیسہ دیا کہ ریوڑیاں لاؤ۔‘‘ پہلے تو وہ اپنی واقعات کی کہانی سنا رہے ہیں لیکن اصل واقعہ شکر گزاری کا یہاں سے شروع ہوتا ہے۔ کہتے ہیں آپؑ نے مجھے پیسہ دیا کہ ریوڑیاں لے کے آؤ۔ ’’جب مَیں لایا تو آپؑ نے ان کے دو حصے کیے اور ایک حصہ مجھے دینے لگے۔ مَیں نے لینے سے انکار کر دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ مَیں اکیلا کس طرح کھاؤں۔ پیسہ میرا‘‘ مَیں نے منگوا لیے ہیں۔ ’’اور محنت تمہاری‘‘ تم لے کے آئے۔ تم نے محنت کی ہے۔ ’’چنانچہ نصف ریوڑیاں‘‘ آپؑ نے ’’ مجھے دیں۔‘‘ (روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 93)

یہ بھی دوسرے کے کام کی شکر گزاری کا ایک انداز ہے۔ ہر چھوٹے بڑے کا جو آپؑ کا کسی بھی رنگ میں کام کرتا تھا آپؑ اس کا شکر ادا فرماتے تھے

کئی مثالیں مَیں نے دی ہیں۔

حضرت شیر محمد صاحبؓ بھی بیان کرتے ہیں کہ ’’ کرم دین کے مقدمہ میں جب کہ حضورؑ جہلم تاریخ پر گئے تو بٹالہ میں میرے دوستوں نے چائے کا بندوبست کیا ہوا تھا اور ہمیں بلایا۔ سب دوست بمع حضرت مسیح موعودؑ (مولوی عبداللطیف صاحب شہیدؓ) بھی ساتھ تھے۔ تب حضرتؑ نے فرمایا کہ چائے پلانے والا کون ہے‘‘ چائے پر ان کے دوستوں نے بلایا ہوا تھا۔ کہتے ہیں ’’تو خاکسار نے عرض کیا کہ حضور آپ کے خادم ہیں‘‘ اور وہ لوگ جو تھے ’’یہ ان لیڈیوں کے‘‘ جو انگریز عورتیں تھیں، افسروں کی بیویاں تھیں، ان کے گھروں کے خانسامے تھے۔ کھانا پکانے والے تھے۔ یہ ان کے ’’خانسامے ہیں جو کہ حضرت مسیحؑ کے متعلق خدا اور اس کا بیٹا کہنے کی منادی کرتی پھرتی ہیں۔‘‘ یہ خدمت کرنے والے جو اس وقت یہاں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں کی خدمت کرنے والے ہیں یا ان لوگوں کے ملازم ہیں جو مسیح ناصریؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ تو یہ وہ لوگ ہیں۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بات سنی اور ’’اس پر حضرت صاحبؑ نے خوشی کا اظہار کیا‘‘ اور پھر ان کا شکریہ بھی ادا کیا۔ ان لوگوں کا جنہوں نے چائے کا انتظام کیا تھا، عیسائی تھے یا غیر مسلم تھے یا جو بھی دوست تھے ان کے اور صرف وہاں شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ لکھتے ہیں کہ ’’اور ان کا شکریہ کا اعلان اخبار میں کیا‘‘ کہ ان لوگوں نے میری وہاں خدمت کی۔ تو یہ اہمیت آپؑ نے ان کو دی کہ شکریہ صرف کہا نہیں بلکہ اعلان بھی فرما دیا۔ (روایات اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 376)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی شکر گزاری کے اعلیٰ معیار اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل ۱۱؍ ستمبر ۲۰۲۶ء، صفحہ ۲ تا ۷)

سائبر کرائم اور ہماری معلوماتی حفاظت

محمد اسامہ رحمٰن انسپکٹر وقف جدید مال قادیان

دنیا جس رفتار سے ڈیجیٹل دور میں داخل ہوئی ہے، شاید چند دہائیاں قبل اس کا تصور بھی مشکل تھا۔ آج ایک چھوٹا سا موبائل فون ہمارے لیے دفتر، بازار، کتب خانہ، ڈاک خانہ اور رابطے کا ذریعہ سب کچھ بن چکا ہے۔ گھر بیٹھے تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے، دنیا کے کسی بھی حصے میں موجود شخص سے لمحوں میں رابطہ ہوسکتا ہے اور مالی معاملات بھی چند لمحوں میں انجام دیے جاسکتے ہیں۔ ایک طرف یہ سہولتیں انسانی ترقی کی نمایاں مثال ہیں تو دوسری طرف انہی ذرائع کا غلط استعمال ایک ایسا خطرہ پیدا کر چکا ہے جسے آج سائبر کرائم کہا جاتا ہے۔

جس قدر ہماری روزمرہ زندگی ڈیجیٹل ذرائع سے وابستہ ہوتی جارہی ہے اسی قدر ہماری ذاتی معلومات بھی آن لائن نظام سے منسلک ہوتی جارہی ہے۔ اس لیے معلومات کی حفاظت اب صرف کمپیوٹر ماہرین کی ذمہ داری نہیں رہی بلکہ ہر اس شخص کی ضرورت بن چکی ہے جو موبائل فون، انٹرنیٹ یا سوشل میڈیا استعمال کرتا ہے۔

سائبر کرائم کیا ہے؟

سائبر کرائم سے مراد ایسے جرائم ہیں جن میں کمپیوٹر، موبائل فون، انٹرنیٹ یا کسی دوسرے ڈیجیٹل نظام کو جرم کے ارتکاب کے لیے استعمال کیا جائے یا خود کسی ڈیجیٹل نظام اور اس میں محفوظ معلومات کو نشانہ بنایا جائے۔ کسی شخص کا اکاؤنٹ ہیک کرنا، شناخت چرا لینا، جعلی پروفائل بنانا، فریب کے ذریعے ذاتی معلومات حاصل کرنا، نقصان دہ سافٹ ویئر پھیلانا، کسی کی نجی تصاویر کا ناجائز استعمال کرنا، آن لائن بلیک میلنگ اور مالی فراڈ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ اس جرم کی ایک خاص مشکل یہ ہے کہ اس کے لیے مجرم اور متاثرہ شخص کا ایک دوسرے کے سامنے ہونا ضروری نہیں۔ ایک شخص ایک براعظم میں بیٹھ کر دوسرے براعظم میں موجود کسی فرد، ادارے یا نظام کو نشانہ بنا سکتا ہے۔

سائبر کرائم کی نمایاں صورتیں

بھارت کے National Cyber Crime Reporting Portal کے مطابق phishing میں دھوکے سے ایسا ای میل یا پیغام بھیجا جاتا ہے جو کسی قابلِ اعتماد ادارے کی طرف سے معلوم ہو اور مقصد sensitive معلومات حاصل کرنا ہو۔ اسی طرح vishing میں فون کال اور smishing میں SMS کے ذریعے یہی دھوکا کیا جاتا ہے۔

سائبر جرائم کی دنیا بہت وسیع ہے۔ Phishing میں مجرم کسی قابلِ اعتماد ادارے یا فرد کا روپ دھار کر خفیہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ Identity theft میں کسی دوسرے شخص کی شناخت یا credentials کا غلط استعمال کیا جاتا ہے۔ Malware ایسا نقصان دہ software ہے جو کسی device یا data کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ Ransomware میں data یا system کو قابو میں لے کر اس کی واپسی کے بدلے رقم کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

اسی طرح سائبر اسٹالکنگ (Cyber Stalking)، سائبر بلینگ (Cyber Bullying)، آن لائن ایکسورشن/بھتہ (Online Extortion)، اسپائی ویئر (Spyware)، ڈیٹا چوری (Data Theft) اور غیر قانونی ہیکنگ (Unauthorized Hacking) بھی اس کی خطرناک صورتیں ہیں۔

ایک عالمی اور قومی خطرہ

یہ مسئلہ اب محض چند کمپیوٹر ماہرین تک محدود نہیں رہا۔ بھارت میں قومی سائبر کرائم رپورٹنگ نظام کے تحت مالی فراڈ کی شکایات میں مسلسل اضافہ رپورٹ ہوا ہے۔ وزارتِ داخلہ کے مطابق 2021 سے 2025 کے دوران National Cyber Crime Reporting Portal پر مالی فراڈ کی 65 لاکھ سے زیادہ شکایات درج ہوئیں اور رپورٹ شدہ رقم 55 ہزار کروڑ روپے سے تجاوز کر گئی۔

(https://www.pib.gov.in/PressReleasePage.aspx?PRID=2287039&reg=3&lang=1)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسئلہ کتنا وسیع ہو چکا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہ cyber crime کے خلاف عوامی شعور اور بروقت کارروائی کتنی ضروری ہے۔

نئی ایجادات اور دنیا کی اپنی تباہی

سائبر کرائم کا ایک نہایت اہم پہلو قومی اور عالمی سلامتی بھی ہے۔ اس خطرے کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کئی سال قبل ہی غیر معمولی توجہ دلائی کہ:

”پھر نئی ایجادیں ہیں۔ انسانوں نے اپنے رابطوں کے لئے، اپنے ریکارڈ رکھنے کے لئے، اپنے معاشی اور دوسرے نظام چلانے کے لئے بڑی آسانیاں پیدا کی ہیں۔ کمپیوٹر نے بہت سے کاموں کو سنبھال لیا ہے۔ لیکن یہی ایجاد دنیا کی تباہی کا بھی ذریعہ بن سکتی ہے۔ آجکل بار بار کبھی کسی خاص ملک میں اور کبھی پوری دنیا میں سائبر اٹیک (cyber-attack) ہو رہے ہیں۔ سارا نظام اس سے درہم برہم ہوجاتا ہے۔ یہاں کا بھی این ایچ ایس (NHS) کا نظام درہم برہم ہوگیا۔ ایئر پورٹس کا نظام درہم برہم ہوگیا۔ جنگی آلات کے استعمال اور جنگوں کی وجہ بننے میں بھی یہ سائبر حملے جو ہیں خوفناک کردار ادا کر سکتے ہیں اور تباہی لا سکتے ہیں۔۔۔ پس دنیا تو اپنی تباہی کے خود سامان کر رہی ہے۔“

(خطبہ جمعہ، 30 جون 2017ء)

یہ ارشاد ہمیں یہ حقیقت سمجھاتا ہے کہ ٹیکنالوجی بذاتِ خود نہ خیر ہے نہ شر۔ اصل سوال اس کے استعمال کا ہے۔ کمپیوٹر دنیا بھر کے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لا سکتا ہے، علم کی روشنی پھیلا سکتا ہے اور انسانیت کی خدمت کر سکتا ہے؛ لیکن وہی نظام اگر فساد، جاسوسی یا جنگی مقاصد کے لیے استعمال ہو تو تباہی کا وسیلہ بن سکتا ہے۔ اس لیے ترقی کے ساتھ اخلاقی ذمہ داری بھی ضروری ہے۔

ہم سے کہاں غلطی ہوتی ہے؟ (بنیادی وجوہات):

ٹیکنالوجیکل سیکیورٹی (جیسے اینٹی وائرس اور فائر وال) اپنی جگہ اہم ہے، لیکن سائبر حملوں میں 90 فیصد کامیابی انسانی نفسیات کا فائدہ اٹھا کر حاصل کی جاتی ہے۔ اس کی تین بنیادی وجوہات ہیں:

جلد بازی: جب کوئی پیغام آتا ہے کہ "آپ کا اکاؤنٹ بند ہو رہا ہے، فوراً اس لنک پر کلک کریں،" تو ہم بغیر سوچے سمجھے گھبراہٹ میں کلک کر دیتے ہیں۔

*اندھا بھروسہ: کسی انجان شخص کی ای میل، یا واٹس ایپ پر آنے والے کسی بھی 'فارورڈڈ' (Forwarded) لنک پر بلا تحقیق یقین کر لینا۔ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ سکرین کے اس پار بیٹھا شخص دوست ہے یا دشمن۔

توجہ کی کمی: ٹیکنالوجی کے حد سے زیادہ استعمال نے ہماری توجہ (Attention span) کو کمزور کر دیا ہے۔ ہم شرائط وضوابط اور پاپ اپس (popups) کو پڑھے بغیر "Accept" کر لیتے ہیں، جس سے ہم خود اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں۔

اسلام اور معلوماتی حفاظت

اسلامی تعلیمات آج کی ڈیجیٹل دنیا کے لیے بھی بنیادی اخلاقی اصول فراہم کرتی ہیں۔

1. قرآن کریم ہمیں بغیر علم کے کسی بات کے پیچھے چلنے سے روکتا ہے۔ جلد بازی سے روکتا ہے۔

دھوکہ باز (Scammers) ہمیشہ آپ کے ذہن پر جلدی (Urgency) کا اثر ڈالتے ہیں تاکہ آپ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو دیں اور فوراً لنک پر کلک کر دیں۔ اسلامی تعلیم بغیر علم کے کسی بات کے پیچھے چلنے سے روکتی ہے اور جلد بازی سے سختی سے روکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

”وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا“

(بنی اسرائیل:37)

اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔ یقیناً کان اور آنکھ اور دل میں سے ہر ایک سے متعلق پوچھا جائے گا۔

حدیثِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے: "اطمینان اور ٹھہراؤ اللہ کی طرف سے ہے، اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔"

(مشکوۃ المصابیح/کتاب الآداب/حدیث: 5055)

آج سوشل میڈیا پر ایک خبر چند منٹوں میں ہزاروں لوگوں تک پہنچ سکتی ہے۔ اگر وہ خبر غلط ہو تو اتنی ہی تیزی سے غلطی بھی پھیلتی ہے۔ اس لیے کسی message کو صرف اس وجہ سے درست نہیں سمجھا جا سکتا کہ اسے کسی قریبی شخص نے بھیجا ہے یا بہت سے لوگوں نے آگے بڑھایا ہے۔ تحقیق کے بغیر خبر کو آگے پھیلانا بعض اوقات کسی فرد کی عزت، کسی خاندان کے سکون یا پورے معاشرے کے امن کو متاثر کر سکتا ہے۔

2. تحقیق اور تصدیق (Zero Trust) کا اصول۔

سائبر سیکیورٹی کا ایک مشہور اصول ہے "Zero Trust" یعنی کسی پر اندھا بھروسہ نہ کریں، ہمیشہ تصدیق کریں۔ اسلام نے ہمیں 1400 سال پہلے ہی یہ اصول سکھا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا...(الحجرات:۷)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کر لیا کرو۔

یہ آیت صرف اخباری خبروں کے بارے میں نہیں بلکہ آج کے پورے information environment کے لیے ایک اصول فراہم کرتی ہے: Forward کرنے سے پہلے verify کریں۔

3. امانت کی حفاظت

اسلامی تعلیم کا تیسرا پہلو دوسروں کی privacy اور عزت کی حفاظت ہے۔ قرآن کریم بدگمانی، تجسس اور غیبت سے بھی روکتا ہے۔ ڈیجیٹل دنیا میں ان برائیوں کی نئی شکلیں پیدا ہوگئی ہیں، لیکن اسلامی اصول آج بھی وہی ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ (الحجرات:۱۳)

یعنی: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سوشل میڈیا کے غلط استعمال کے بارے میں بہت واضح رہنمائی فرمائی۔ حضورِ انور کو اپنے نام سے ایک جعلی Facebook account کا علم ہوا تو آپ نے اس سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”تیسری بات مَیں آج یہ کہنا چاہتا تھا کہ مجھے پتہ لگا کہ میرے نام سے آج کل انٹرنیٹ وغیرہ پر فیس بک (Facebook) ہے۔ فیس بُک کا ایک اکاؤنٹ کھلا ہوا ہے جس کا میرے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں۔ نہ کبھی مَیں نے کھولا نہ مجھے کوئی دلچسپی ہے بلکہ مَیں نے تو جماعت کو کچھ عرصہ ہوا اس بارہ میں تنبیہ کی تھی کہ اس فیس بُک سے بچیں۔ اس میں بہت ساری قباحتیں ہیں۔ پتہ نہیں کسی نے بے وقوفی سے کیا ہے۔ کسی مخالف نے کیا ہے یا کسی احمدی نے کسی نیکی کی وجہ سے کیا ہے لیکن جس وجہ سے بھی کیا ہے، بہرحال وہ تو بند کروانے کی کوشش ہو رہی ہے انشاء

اللہ تعالیٰ وہ بند ہو جائے گا۔ کیونکہ اس میں قباحتیں زیادہ ہیں اور فائدے کم ہیں۔"
(خطبہ جمعہ 31 دسمبر 2010)

یہ ارشاد ہمیں digital identity کی حفاظت کی اہمیت سمجھاتا ہے۔ آج جعلی اکاؤنٹس، imperson-ation اور stolen identities نہ صرف افراد بلکہ اداروں کے لیے بھی مسئلہ بن چکے ہیں۔ اس لیے کسی شخص کی تصویر، ذاتی پیغام یا نجی معلومات کو اس کی اجازت کے بغیر نشر کرنا معمولی بات نہیں سمجھنی چاہیے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نوجوانوں کو انٹرنیٹ پر غیر ضروری تعلقات اور اجنبی افراد سے رابطوں کے خطرات سے بھی متنبہ فرمایا ہے۔ یہ رہنمائی خاص طور پر اس دور میں اہم ہے جب ایک معمولی online رابطہ بھی کسی شخص کی ذاتی زندگی میں غیر ضروری مداخلت کا سبب بن سکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات و رہنمائی ہمارے لئے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس ڈجیٹل دنیا میں محفوظ رہنے کیلئے انہی ہدایات و راہنمائیوں کو ایک مجموعہ کی شکل میں "سوشل میڈیا" کے عنوان سے مرتب کیا گیا۔

دنیاوی تعلیم اور عملی احتیاط:

اسلامی اخلاقی اصولوں کے ساتھ جدید cyber security کی بنیادی تعلیم حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ Government of India کی سائبر سیفٹی رہنمائی کے مطابق ہمیں اپنے بچوں اور بڑوں دونوں کو یہ سکھانا چاہیے کہ:

- ہر آن لائن اکاؤنٹ کے لیے مضبوط اور منفرد پاس ورڈ استعمال کریں۔
- جہاں ممکن ہو MFA (Multi-Factor Authentication) فعال کریں۔
- OTP، PIN، CVV اور پاس ورڈ کسی کو نہ بتائیں۔
- نامعلوم لنکس، attachments اور مشکوک پیغامات پر کلک نہ کریں۔
- موبائل، کمپیوٹر، browser اور applications کو باقاعدگی سے update رکھیں۔
- سوشل میڈیا پر اپنی ذاتی معلومات غیر ضروری طور پر public نہ کریں۔
- اجنبی افراد کی friend requests اور messages کے معاملے میں اجتناب کریں۔
- مالی معاملات ہمیشہ trusted device اور محفوظ network سے انجام دیں۔
- کسی مشکوک کال یا پیغام میں فوری فیصلہ کرنے کے بجائے پہلے متعلقہ ادارے سے خود رابطہ کر کے تصدیق کریں۔

آج ہماری نئی نسل اس دنیا میں پروان چڑھ رہی ہے جہاں physical اور digital زندگی ایک دوسرے سے جدا نہیں رہیں۔ اس لیے صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ بچے موبائل کم استعمال کریں۔ انہیں یہ بھی سکھانا ہوگا کہ mobile اور internet کو کیسے محفوظ طریقے سے استعمال کرنا ہے۔

والدین کو چاہیے کہ بچوں سے دوستانہ انداز میں بات کریں، انہیں privacy کی اہمیت سمجھائیں، اجنبی on-line contacts کے خطرات سے آگاہ کریں اور یہ سکھائیں کہ کوئی بھی مشکوک پیغام، تصویر یا رابطہ ہو تو اسے چھپانے کے بجائے والدین سے share کریں۔

آج ہمیں اپنے لیے یہ اصول مقرر کرنے چاہئیں:

خبر آئے تو تحقیق کریں، لنک آئے تو تصدیق کریں، معلومات مانگی جائیں تو احتیاط کریں، اور کچھ شیئر کرنے سے پہلے سوچیں کہ کیا یہ درست، ضروری اور اخلاقی ہے؟

اگر ہم اسلامی تعلیم کی تحقیق، امانت، حیا اور حقوق العباد کی روح کو جدید سائبر سکیورٹی کی عملی احتیاطوں کے ساتھ جوڑلیں تو ان شاء اللہ ہم اس نعمتِ جدیدہ سے بھرپور فائدہ بھی اٹھا سکتے ہیں اور اس کے نقصانات سے اپنے آپ کو، اپنی نسلوں اور اپنے معاشرے کو بڑی حد تک محفوظ بھی رکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم کے ساتھ حکمت، ٹیکنالوجی کے ساتھ ذمہ داری اور آزادی کے ساتھ تقویٰ عطا فرمائے۔ آمین۔

***

میرے والد محترم محمد سیف خان صاحب مرحوم کا ذکر خیر

(مکرم محمد کلیم خان صاحب مربی سلسلہ قادیان)

میرے والد محترم محمد سیف خان صاحب مرحوم کی پیدائش 1936 میں موضع سمور ضلع فتحپور میں ہوئی۔ دادا جان محمد طیف خان صاحب بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور فارسی، اردو، عربی پر عبور حاصل تھا۔ والد صاحب مرحوم بھی ابتدا میں دیوبندی ہو گئے اور مسجد کے صدر بنا دیے گئے۔ 1962 میں فتحپور بازار میں فٹ پاتھ پر ایک بزرگ سے جماعت احمدیہ کی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" حاصل کر کے مطالعہ کیا اور بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔ جن بزرگ کے ذریعہ آپ نے بیعت کی تھی ان کا نام مکرم فتح محمد اسلم صاحب درویش تھا۔ بیعت فارم پر کر کے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی خدمت میں بھجوایا گیا۔

بیعت کے بعد گاؤں میں مخالفت شروع ہوگئی اور والد صاحب کا حقہ پانی بند کر دیا گیا، مگر آپ نے گھر میں نمازوں کا آغاز کر دیا۔ سب سے پہلے والدہ مرحومہ اور تین چچاؤں نے بیعت کی اور جماعتی نظام قائم ہوا۔ مرکزی نمائندگان کی آمد شروع ہوئی۔ ایک واقعہ میں مخالفین نے محترم منظور احمد صاحب گجراتی کا بیگ مسجد سے باہر پھینک دیا جس پر گاؤں میں معاہدہ ہوا کہ باہر سے آنے والے مہمان کی بے عزتی نہ کی جائے۔

والد صاحب کے بچپن کے دوستوں محترم وزیر محمد صاحب، محترم مخدوم حسین صاحب، محترم رشید خان صاحب محترم ظہور خاں صاحب اور سرفراز خان صاحب نے بھی بیعت کی۔ 1983 میں دوبارہ مخالفت ہوئی مگر مرکزی وفد کی ملاقاتوں سے حالات بہتر ہو گئے۔

1987 میں آریہ سماجیوں کے ایک سمّیلن میں محترم والد صاحب مرحوم کی دعوت پر مرکز سے محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم اور مولانا تنویر احمد صاحب خادم تشریف لائے۔ مولانا ظہیر احمد صاحب خادم کی جرات مندانہ گفتگو سے سمّیلن میں ہنگامہ ہوا اور وہ لوگ پروگرام ختم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

والد صاحب مرحوم تبلیغ احمدیت کے دلدادہ تھے۔ قادیان سے ڈھیروں کتب لے جاتے اور زیر تبلیغ لوگوں میں تقسیم کرتے۔ اپنے مقدمات کے سلسلے میں فتحپور شہر میں وکلاء اور افسران کو بھی کتب دیتے جس سے اچھا اثر قائم ہوا۔ بہوا میں ایک نائی کی دکان پر تبلیغ کے نتیجے میں مکرم مبارک احمد صاحب نے بیعت کی، پھر بہوا اور دھن سنگھ پور میں جماعت قائم ہوئی۔

احمدی ہونے کے بعد والد صاحب نے ایک خواب دیکھا کہ گاؤں سمور اور قادیان قریب ہو گئے ہیں۔ بعد میں آپ کے دو بیٹے محترم محمد نسیم خان صاحب اور محترم محمد وسیم خان صاحب قادیان میں مقیم ہوئے اور خاکسار کی شادی بھی۔ قادیان میں ہوئی، یوں خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔ والد صاحب کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا اور حضرت مسیح موعود کی کتب ہمیشہ زیر مطالعہ رہتیں۔ فارسی و اردو اشعار بھی ازبر تھے۔

والد صاحب نے اپنے تینوں بیٹوں کو واقف زندگی بنا کر مولوی فاضل کروایا۔ گاؤں سمور کے کئی دیگر افراد بھی دینی تعلیم حاصل کر کے جماعتی خدمات میں شامل ہوئے۔ والد صاحب تاحیات صدر جماعت احمدیہ سمور اور بعد میں ضلع امیر فتحپور رہے۔

جب والد صاحب کو قادیان لانے لگے تو گاؤں کا پردھان اور نصف گاؤں جمع ہو گیا اور سب نے ان کی محبت کا ظہار کیا۔ 29 دسمبر 2020 کو قادیان دار الامان میں والد کی وفات ہوئی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ غائب ادا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ والد صاحب کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے اور ہم تینوں بھائیوں کو ان کی نیکیوں پر قائم رکھے۔ آمین۔

***

131واں جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ 27،26،25 دسمبر 2026ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 131 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2026ء کیلئے مورخہ 27،26،25 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل انڈیا اسٹوڈیوز کی پیشکش

"دیار مہدی سے"

ایم ٹی اے انٹرنیشنل انڈیا اسٹوڈیوز کی جانب سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مبارک زمانہ کے ایمان افروز واقعات پر مشتمل شارٹ ڈاکو منٹریز "دیار مہدی سے" کے نام سے تیار کی جارہی ہیں۔ اس موضوع کے تحت حضورؑ کے مبارک دور کی یاد کو اس رنگ میں تازہ کیا جاتا ہے کہ جن مبارک مقامات پر یہ واقعات رونما ہوئے ہیں ان مقامات کے مناظر کے ساتھ واقعات کی تفصیل پیش کی جاتی ہے، تا یہ واقعات ناظرین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوں، اس کے علاوہ اس پروگرام کے تحت حضورؑ کی مجالس آپؑ کے معمولات کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس سیریز کے اب تک کے تیار شدہ ایپسوڈز ہمارے آفیشل یوٹیوب چینل پر ایک الگ Playlist کے تحت بھی Uploaded ہیں جہاں سے احباب کرام استفادہ کر سکتے ہیں۔

ناظر نشر و اشاعت قادیان

سیرت النبی ﷺ

از تحریرات وفرمودات (سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(تحقیق وترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

(قسط نمبر: 19) (حصہ سوم)

"وحی الٰہی کا یہ قاعدہ ہے کہ بعض دنوں میں تو بڑے زور سے بار بار الہام پر الہام ہوتے ہیں اور الہاموں کا ایک سلسلہ بندھ جاتا ہے اور بعض دنوں میں ایسی خاموشی ہوتی ہے کہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس قدر خاموشی کیوں ہے اور نادان لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اب خدا تعالیٰ نے ان سے کلام کرنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ پر بھی ایک زمانہ ایسا ہی آیا تھا کہ لوگوں نے سمجھا کہ اب وحی بند ہوگئی۔ چنانچہ کافروں نے ہنسی شروع کی کہ اب خدا نعوذ باللہ ہمارے رسولِ کریم (ﷺ) سے ناراض ہوگیا ہے اور اب وہ کلام نہیں کرے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس کا جواب قرآنِ شریف میں اس طرح دیا ہے کہ "وَالضُّحٰی - وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی - مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی" (الضحیٰ: 4-2) یعنی قسم ہے دھوپ چڑھنے کے وقت کی۔ اور رات کی۔ نہ تو تیرے رب نے تجھ کو چھوڑ دیا اور نہ تجھ سے ناراض ہوا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جیسے دن چڑھتا ہے اور اس کے بعد رات خود بخود آجاتی ہے اور پھر اس کے بعد دن کی روشنی نمودار ہوتی ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کی خوشی یا ناراضگی کی کوئی بات نہیں یعنی دن چڑھنے سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ اس وقت اپنے بندوں پر خوش ہے اور نہ رات پڑنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ناراض ہے بلکہ اس اختلاف کو دیکھ کر ہر عقلمند خوب سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق ہو رہا ہے۔ اور یہ اس کی سنت ہے کہ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن ہوتا ہے پس اس سلسلہ کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا کہ اس وقت خدا تعالیٰ خوش ہے اور اس وقت ناراض ہے غلط ہے۔"

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 5 صفحہ 370)

اسلام کا عالمگیر مشن:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں بڑی تفصیل سے اسلام کے عالمگیر مشن کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اس پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے۔ چند تحریرات پیش ہیں

"پہلا مقصد آنحضرت ﷺ کا عرب کی اصلاح تھی۔ اور عرب کا ملک اس زمانہ میں ایسی حالت میں تھا کہ بمشکل کہہ سکتے ہیں کہ وہ انسان تھے"

(پیغامِ صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 463)

ایک جگہ فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ کے دنیا میں آنے کی غرض وغایت تو صرف یہ تھی کہ دنیا پر اس خدا کا جلال ظاہر کریں جو مخلوق کی نظروں اور دلوں سے پوشیدہ ہو چکا تھا اور اسکی جگہ باطل اور بیہودہ معبودوں، بتوں اور پتھروں نے لے لی تھی اور یہ اس صورت میں ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی جمالی اور جلالی زندگی میں جلوہ گری فرماتا اور اپنے دستِ قدرت کا کرشمہ دکھاتا"

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 1 صفحہ 426)

"ہمارے نبی ﷺ نے کہیں نہیں کہا کہ میں صرف عرب کے لئے بھیجا گیا ہوں بلکہ قرآنِ شریف میں یہ ہے قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا (الاعراف: 159) یعنی لوگوں سے کہہ دے کہ میں تمام دنیا کے لئے بھیجا گیا ہوں"

(پیغامِ صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 469)

"قرآنِ شریف نے ہی کھلے طور پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ دنیا کی تمام قوموں کے لئے آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ شریف میں فرماتا ہے قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا یعنی تمام لوگوں کو کہہ دے کہ میں تم سب کے لئے رسول ہو کر آیا ہوں اور پھر فرماتا ہے وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ یعنی میں نے تمام عالموں کے لئے تجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور پھر فرماتا ہے لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرًا یعنی ہم نے اس لئے بھیجا ہے کہ تمام دنیا کو ڈراوے۔ لیکن ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ قرآنِ شریف سے پہلے دنیا کی کسی الہامی کتاب نے یہ دعویٰ نہیں کیا بلکہ ہر ایک نے اپنی رسالت کو اپنی قوم تک ہی محدود رکھا۔۔۔ اور زمانہ کے حالات نے بھی گواہی دی کہ قرآنِ شریف کا یہ دعویٰ تبلیغِ عام کا عین موقعہ پر ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے ظہور کے وقت تبلیغِ عام کا دروازہ کھل گیا تھا اور آنحضرت ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے بعدِ نزول اس آیت کے کہ قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کی طرف خط لکھے تھے کسی اور نبی نے غیر قوموں کے بادشاہوں کی طرف دعوتِ دین کے ہرگز خط نہیں لکھے کیونکہ وہ دوسری قوموں کی دعوت کے لئے مامور نہ تھے"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 77-76)

آغازِ تبلیغ:

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک دن اسی غار میں آپ پوشیدہ طور پر عبادت کر رہے تھے تب خدا تعالیٰ آپ پر ظاہر ہوا۔ اور آپ کو حکم ہوا کہ دنیا نے خدا کی راہ کو چھوڑ دیا ہے اور زمین گناہ سے آلودہ ہوگئی ہے۔ اس لئے میں تجھے اپنا رسول کر کے بھیجتا ہوں۔ اب تُو اور لوگوں کو متنبہ کر کہ وہ عذاب سے پہلے خدا کی طرف رجوع کریں"

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 465-466)

آنحضور ﷺ نے ماموریت کے بعد خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق تبلیغ کا آغاز فرمایا۔ لیکن یہ تبلیغ ابھی صرف اپنے قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں تک ہی محدود تھی اور خفیہ تھی۔ اس طرح ابتدا میں قریبی رشتہ داروں اور گھر میں رہنے والے افراد نے ہی اسلام قبول کیا۔ جن میں سر فہرست حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت زیدؓ شامل ہیں۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اور چند اور صحابہؓ شامل ہیں اور تبلیغ کا سلسلہ تقریباً تین سال تک محدود اور قدرے خفیہ رہا۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ اہل بیت اور ابتدائی صحابہؓ کی تربیت اس رنگ میں کرنے کا موقع مل گیا کہ آئندہ لوگوں کے لئے نمونہ بن سکیں۔

قریش کو دعوتِ اسلام:

آنحضور ﷺ نے وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ (الشعراء: ۲۱۵) کے حکم کے مطابق اپنے خاندان اور قبیلہ اور قوم یعنی اہل مکہ کو دعوتِ اسلام دی۔ اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ اوائل دعوت میں آنحضرت ﷺ نے ساری قوم کو بلایا۔ ابوجہل وغیرہ سب ان میں شامل تھے۔ اہل مجمع نے سمجھا تھا کہ یہ مجمع بھی کسی دنیوی مشورہ کے لئے ہوگا۔ لیکن جب ان کو اللہ تعالیٰ کے آنے والے عذاب سے ڈرایا گیا تو ابوجہل بول اٹھا تَبًّا لَّکَ اَلِھٰذَا جَمَعۡتَنَا۔ غرض باوجود اس کے کہ آنحضرت ﷺ کو وہ صادق اور امین سمجھتے تھے مگر اس موقعہ پر انہوں نے خطرناک مخالفت کی اور ایک آگ مخالفت کی بھڑک اٹھی، لیکن آخر آپ کامیاب ہوگئے اور آپ کے مخالف سب نیست ونابود ہوگئے"

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 4 صفحہ 379)

آپ نے جس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے یہ ایک مشہور واقعہ ہے جو متعدد کتب میں مذکور ہے بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے کوہِ صفا پر چڑھ کر ہر قبیلہ کو نام لے کر بلایا جب سب لوگ جمع ہوگئے تو آپ نے فرمایا اے قریش اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑا لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات مانو گے سب نے کہا کہ ہم ضرور مانیں گے کیونکہ آپ صادق اور امین ہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر سنو میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ کا عذاب قریب ہے خدا پر ایمان لاؤ اس عذاب سے بچ جاؤ گے۔ جب قریش نے یہ الفاظ سنے تو ہنسنے لگے اور ابو لہب نے کہا تَبًّا لَّکَ اَلِھٰذَا جَمَعۡتَنَا یعنی نعوذ باللہ تجھ پر ہلاکت ہو اس بات کے لئے ہمیں جمع کیا تھا۔ اور ابو لہب کے یہ الفاظ سن کے تمام لوگ منتشر ہوگئے۔ اس واقعہ کے کچھ دن بعد آپ نے اپنے گھر میں قریش والوں کو دعوت دی اور کھانے کا بھی اہتمام فرمایا کھانے کے بعد جب آپ نے لوگوں کو پیغامِ حق پہنچانا شروع کیا تو سب لوگ چلے گئے۔

ایک وضاحت:

تَبًّا لَّکَ اَلِھٰذَا جَمَعۡتَنَا کے کتبِ تاریخ میں ابو لہب کے بیان کئے گئے ہیں لیکن حضور کے مذکورہ بالا ارشاد میں ابوجہل کا نام بیان کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سہوِ کاتب ہے۔ جیسا کہ اس صفحہ کے فٹ نوٹ میں بھی لکھا ہوا ہے کہ

"ابو لہب نے یہ بات کہی تھی۔ ڈائری نویس یا کاتب کی غلطی سے ابوجہل لکھا گیا ہے"

(فُٹ نوٹ منجانب مرتبِ ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 4 صفحہ 379)

ابو لہب کو ابو لہب اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ الفاظ بول کر مخالفت کی آگ بھڑکائی تھی یعنی مخالفت کا پہلا شعلہ یہ شخص ابو لہب تھا۔

آپ نے ابو لہب کے متعلق ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ "ابو لہب قرآن میں عام ہے نہ خاص، مراد وہ شخص ہے جس میں التہاب واشتعال کا مادہ ہو"

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 1 صفحہ 156)

نیز آپ نے ابو لہب اور ابوجہل میں ایک مماثلت بھی بیان فرمائی ہے اور وہ یہ کہ دونوں میں بے صبری تھی جیسا کہ فرمایا۔

"ابوجہل اور ابو لہب میں کیا تھا؟ یہی بے صبری اور بے قراری تو تھی۔ کہتے تھے تو خدا کی طرف سے آیا ہے تو کوئی قہر لے آ۔ ان کم بختوں نے صبر نہ کیا اور ہلاک ہوگئے"

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 1 صفحہ 124)

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 74 تا 78 مطبوعہ کنیڈا 2018)

***

ارشاد باری تعالیٰ

فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ (الحج: 31)

یعنی بُتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو۔

طالب دعا: SUJAUDDIN SK صاحب مرحوم، شیخ شمس الدین صاحب مرحوم (KHARAGPUR صوبہ بنگال)

ارشاد باری تعالیٰ

فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا (بنی اسرائیل: 24)

یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں اُن سے نہ کرو جن میں اُن کی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو۔

DAR FRUIT CO. KULGAM B.O AHMED FRUITS

Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)

Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

مجلس عرفان

لجنہ اماءاللہ ناروے کی نیشنل مجلس عاملہ اور طالبات کی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات

(بقیہ شمارہ نمبر 36)

میری تقریروں میں سے passage نکال کر بھیجا کریں۔ ہر ہفتہ ایک پوائنٹ اس طرح پوری تقریر سرکولیٹ کرتے رہیں۔

مورخہ ۵/اکتوبر ۲۰۲۵ء، بروز اتوار، امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ لجنہ اماءاللہ ناروے کی نیشنل مجلسِ عاملہ اور طالبات کے ایک وفد کو شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹِلفورڈ) میں واقع ایم ٹی اے سٹوڈیوز میں منعقد ہوئی۔ مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے ناروے سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔

ایک لجنہ ممبر نے دریافت کیا کہ

اسلام میں حلال اور طیّب کی کیا حکمت ہے، کافی احمدی باہر سے کھانا کھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بسم اللہ پڑھ کے کھا سکتے ہیں، تو کیا یہ ٹھیک ہے؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ حلال چیز وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر جس جانور کو ذبح کیا گیا ہو، اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے وہ قرآنِ کریم میں چار پانچ باتیں لکھی ہیں کہ یہ چیزیں بتوں کے نام پر، کسی تیروں کی قسمت کے نام پر یا کسی غیر اللہ کے نام پر کوئی بھی چیز جو تم ذبح کرتے ہو، تو وہ حرام ہے۔ اور اگر ان کے نام پر ذبح نہیں کی جا رہی، ویسے تم نے slaughter کر دیا، جس طرح آج کل slaughter ہاؤسز میں کرتے ہیں، یہاں حلال slaughter ہاؤسز جو ہیں، وہاں کیا پتا کسی کو کلمہ آتا بھی ہے کہ نہیں، پوچھو تو پتا ہی نہیں ہو گا۔ اگر لَا اِلٰہَ کہہ بھی دیں گے، تو مطلب کوئی نہیں آتا، سوائے عربوں یا عراقیوں کے، جن کے butcher shop یا slaughter ہاؤسز ہیں۔ تو حلال چیز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ہو اور جو ویسے ہی کسی غیر کے نام پر نہیں ہوئی لیکن اس کو اسلامی طریقے سے slaughter کیا گیا ہے، bleed کیا گیا ہے یا half stun کر کے بعض bleed کر دیتے ہیں اور خون bleed ہو جاتا ہے، تو وہ حلال ہو جاتا ہے، اس کو بسم اللہ پڑھو اور کھا لو۔

حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ اس لیے قرآنِ شریف میں شکار کے بارے میں بھی اسی طرح آیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ شکاری جانور جو بعض دفعہ تم train کرتے ہو، وہ پکڑ لیتے ہیں، اگر ان کو وہ کھائیں نہ اور اُٹھا کے لے آئیں۔ بعض کتّے hunting کے لیے استعمال ہوتے ہیں یا retriever ہوتے ہیں، جو تم gun سے مارتے ہو، اس چھپے ہوئے جانور کو اُٹھا کے لے آتے ہیں، اگر وہ مر بھی جائے، لیکن اس کو جانور کا دانت نہ لگا ہو، تو تم اس کو ذبح کر کے کھا سکتے ہو، وہ حلال ہو جاتا ہے۔ تو حلال چیز وہ ہے جو کسی غیر اللہ کے نام پر ذبح نہ ہو، اس کو بسم اللہ پڑھ کے کھا لیتے ہو۔

مزید برآں حضورِ انور نے طیّب چیزوں کی شرعی حیثیت بیان فرمائی کہ طیّب چیزیں وہ ہیں جو پاکیزہ ہیں۔ بعض چیزیں حلال بھی ہوتی ہیں، مثلاً مرغا حلال ہے، لیکن اگر تمہاری مرغی یا چکن مر جائے اور اس میں بُو آنے لگ جائے، تو اب وہ باوجود حلال ہونے کے طیّب نہیں رہے گی، اس میں پاکیزگی نہیں۔ اس لیے وہ چیز تمہارے لیے حرام ہو جائے گی، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ بھوکے مر رہے ہو، تب تم کھا سکتے ہو۔

حضورِ انور نے حلال اور طیّب کے فرق کو اس طرح بھی واضح فرمایا کہ جس طرح ایک آدمی کا واقعہ آتا ہے کہ وہ گھر میں گدھے کا گوشت پکا رہا تھا اور ساتھ والے ہمسائے نے حج پر جانا تھا۔ اس نے حج کے لیے پیسے جوڑے ہوئے تھے، لیکن اس کے گھر میں بھی گوشت نہیں پکتا تھا۔ پھر ہمسائے کے گھر سے گوشت پکنے کی خوشبو آئی تو اس نے اپنے بچے کو بھیجا کہ تم جا کے اُس سے کہو کہ ہمیں بھی تھوڑا سا گوشت دے دو، ہم نے کئی ہفتوں سے نہیں کھایا۔ تو وہ کہنے لگا کہ یہ میرے لیے حلال ہے، تمہارے لیے حلال نہیں اور نہ ہی تمہارے لیے طیّب ہے۔ میرے لیے بھی طیّب تو نہیں ہے، لیکن حلال اس لیے ہو گیا ہے کہ مَیں بھوکا مر رہا ہوں۔ پھر اس نے باپ کو آ کے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ ہمارے لیے یہ حلال نہیں ہے، تو پھر باپ اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تم بھی مسلمان ہو اور تمہارے لیے ایک چیز حلال ہے اور میرے لیے نہیں؟ اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ دو تین مہینے ہو گئے، ایک وقت ہم کھانا کھاتے تھے، بلکہ اب ایک ہفتہ ہو گیا ہے کہ ہم نے کھانا ہی نہیں کھایا، میرے بچے بھوک سے مر رہے تھے، مَیں باہر گیا، تو باہر ایک گدھا مرا ہوا تھا، تو اس میں سے تھوڑا سا گوشت کاٹ کے مَیں لے آیا ہوں اور وہ پکا رہا ہوں تا کہ میرے بچے کھا لیں اور بھوک ختم ہو جائے۔

اُس کو اِس سے بڑا صدمہ پہنچا۔ اس نے اپنے حج کے لیے جو پیسے جوڑے ہوئے تھے وہ سارے اس کو دے دیے کہ تم یہ گندا گوشت پھینکو، یہ طیّب نہیں ہے اور نہ یہ حلال ہے اور بازار سے جا کے پاکیزہ چیزیں اور اچھی خوراک لے کے کھاؤ کہ جو طیّب غذا ہے اور اس کو تم اپنے بچوں کو بھی کھلاؤ، اور اس نے سارے حج کے پیسے اس کو دے دیے۔ پھر ایک بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس دفعہ صرف اس شخص کا حج قبول کیا، جو حج پر نہیں گیا تھا، اس نے غریب کی خدمت کی تھی، اللہ نے صرف اس کا حج قبول کیا ہے اور باقیوں کا نہیں کیا۔ تو حلال اور طیّب چیز میں یہ فرق ہوتا ہے۔

ایک شریکِ مجلس نے حضورِ انور سے راہنمائی کی درخواست کی کہ نارویجین سوسائٹی میں اَور دوسرے مذہبی گروپس ہوتے ہوئے بحیثیت ایک احمدی لجنہ ہم کس طرح اپنی شناخت کو برقرار رکھتے ہوئے اس سوسائٹی میں اسلامی تعلیمات کے مطابق رول ماڈلز بن سکتی ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے کوئی پلان بنایا ہے؟ جس پر سائل نے عرض کیا کہ ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ ہم دوسرے مذاہب کی تعلیمات اور اپنی تعلیمات کو ساتھ ساتھ لے کے چلیں اور بتائیں کہ ہمارے مذہب کی تعلیمات کیوں بہتر ہیں۔

یہ سماعت فرما کر حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ یہ مقابلہ کرنے کی ضرورت نہیں، اس سے Jealousy پیدا ہوتی ہے، یہ طریقہ نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ سیمینار کریں اور اس میں بتائیں کہ اسلامک ٹیچنگ اس بارے میں کیا ہے، ویمن رائٹس کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے، interest rate اور economic problems کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے، شادی کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے، عورتوں اور مردوں کے کیا حقوق ہیں۔ اَور مختلف حقوق جو، دو تین سال مَیں جلسوں اور تقریروں میں بیان کرتا رہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے وہ پچیس تیس حقوق بتائے تھے کہ اسلام یہ کہتا ہے۔ یعنی مختلف topics لے کے اور پھر جو contemporary issues ہیں، ان کے topics کے اُوپر آپ سیمینار کریں اور کہیں کہ اسلام اس کی یہ تعلیم دیتا ہے، قرآن اس کے بارے میں یہ کہتا ہے، سائنس اس کے بارے میں یہ کہتی ہے، ماڈرن ٹیکنالوجی کے بارے میں یہ کہتا ہے اور باقی جو سائنس کے دوسرے subjects ہیں، ان کے بارے میں یہ کہتا ہے۔

اسی طرح حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ ڈاکٹر سلام تو کہا کرتے تھے کہ قرآنِ شریف میں سات سو حکم ہیں، تو یہ بتائیں۔ جس طرح ایک جلسہ مذاہب ہوا تھا، ہر مذہب نے اپنی اپنی خوبیاں بیان کر دی تھیں، آپ سیمینارز کریں اور دوسرے مذہب اپنی خوبیاں بیان کریں۔ عیسائی اپنی خوبیاں بیان کریں، ہندو اپنی خوبیاں بیان کریں، آپ کہیں کہ اسلام یہ کہتا ہے تو لوگ خود ہی judge کر لیں گے کہ کیا بہتر ہے۔ اب اسلامی اصول کی فلاسفی اسی کا نتیجہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں اسلام کی خوبیاں بیان کی ہیں کہ اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے اور ہندوؤں نے اپنا مذہب بیان کیا اور دوسرے عیسائیوں نے اپنا اور سب سے زیادہ جو پسند کیا گیا وہ مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون پسند کیا گیا، کتابی شکل میں آ گیا، وہ آپ لوگوں کو دیتے بھی ہیں۔

حضورِ انور نے اس بات پر بھی زور دیا کہ لوگوں کو صرف یہ نہیں کہنا کہ ہمارا مذہب بہتر ہے، یہ تو اگلے کو چِڑانے والی بات ہے۔ آپ یہ کہیں اسلام کی یہ یہ خوبیاں ہیں، باقی تمہاری مرضی مانو کہ نہ مانو، یہی تبلیغ کا ذریعہ ہے اور خود پھر رول ماڈل بنیں۔

حضورِ انور نے سچائی، ایمانداری، محنت اور قول و فعل میں مطابقت پیدا کرنے کو اپنا ایک خاص وصف بنانے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو کہنا کہ اسلام کہتا ہے کہ پردہ کرو اور خود بازار میں پھر رہے ہوں اور گلے میں دوپٹہ بھی نہ ہو۔ مجھے پتا ہے کہ یہاں آ کے بعض عورتیں بہت پرانے زمانے کے برقعے پہن کے آتی ہیں، نقابیں بڑی خوبصورت لیتی ہیں۔ ایک عورت سے مَیں نے پوچھا کہ تم نے بڑا اچھا برقعہ لیا ہے، تم نے یہ ابھی نیا سلوایا ہے، نقاب کو تو پاکستان میں بھی اب آہستہ آہستہ چھوڑ رہے ہیں۔ تمہارا اتنا اچھا نقاب ہے۔ کہنے لگی کہ جب مَیں آئی تھی، تو تب سے مَیں نے یہ سنبھال کے رکھا ہوا ہے، جب آپ کو ملنے آؤں یا مسجد جاؤں تو پہن لیتی ہوں۔ کم از کم اس نے سچ تو بولا۔ تو سچائی، ایمانداری، محنت اور جو ہم کہتے ہیں اس پر عمل کرنا ہمارا ایک خاص کیریکٹر ہونا چاہیے۔ قرآنِ شریف کہتا ہے کہ وہ باتیں نہ کہو کہ جو تم کرتے نہیں ہو، تو جو بات ہم کرتے نہیں، اس کو تو اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا کہ نہ کہو، کیونکہ تمہیں اس کا ثواب نہیں گناہ ہی ہے۔

پھر حضورِ انور نے تلقین فرمائی کہ آپ بھی رول ماڈل بن جاؤ، جب بچوں کے سامنے اپنے نمونے پیش کریں گی تو اگلی نسل بھی ٹھیک ہو جائے گی۔ تو یہی چیز اصل ہے کہ اپنی شناخت بیان کرنی ہے۔ شناخت کے لیے بڑا ایک جہاد کرنا پڑتا ہے۔ آپ نے ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، بی ایس سی، فلاں فلاں سکول، ہائر سیکنڈری سکول کے جو سرٹیفیکیٹ لینے ہیں، ڈگریاں لینی ہیں، اس کے لیے محنت کرتے ہیں۔ سو! ابھی مَیں نے پچھلے دنوں ایک تقریر میں خدام میں یا

لجنہ میں بھی کہا تھا کہ اَور کاموں کے لیے تو ہم محنت کرتے ہیں اور اس کے لیے ہم کہتے ہیں کہ تم نہ کرو۔ حضورِانور نے ہدایت فرمائی کہ جو میری تقریریں ہوتی ہیں، ان میں سے پوائنٹس نکال کے لجنہ کو چھوٹے چھوٹے passage بھیجا کریں۔ ایک ہفتے ایک پوائنٹ لے کے دے دیا، سرکلر کر دیا، اگلے ہفتے پھر ایک اَور دے دیا، اس سے اگلے ہفتے پھر اَور دے دیا، تو تیس چالیس دنوں میں یا تیس چالیس ہفتے یا ایک سال میں آپ پوری تقریر کو سرکولیٹ کر دیتے ہیں، اس سے فائدہ بھی ہوتا ہے۔

شاملینِ مجلس میں سے ایک خاتون نے ذکر کیا کہ بعض

لجنہ ممبرات اپنی ملازمت یا تعلیم کی مصروفیات کی وجہ سے جماعت کے لیے وقت نہیں نکالتیں، نیز دریافت کیا کہ ایسی لجنہ ممبرات کی کس طرح راہنمائی کی جائے؟

اس پر حضورِانور نے فرمایا کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کا عہد کیا ہے، تربیت کرنا بچپن سے ماں باپ کا کام ہے، ماں باپ اگر بچپن سے تربیت کر رہے ہیں، ناصرات یا اطفال جب چھوٹی عمر کے ہوتے ہیں، بارہ سے چودہ سال تک تو بڑے active ہوتے ہیں، لیکن جب پندرہ سال کے بعد لجنہ یا خدام الاحمدیہ میں جاتے ہیں، تو کہتے ہیں ہم آزاد ہو گئے ہیں اور پھر جب اٹھارہ سال کے ہو جاتے ہیں، تو پھر اَور آزاد ہو جاتے ہیں۔

حضورِانور نے تعلیم کے ساتھ ساتھ جماعتی خدمت کے لیے وقت نکالنے اور ان امور میں توازن قائم کرنے کے حوالے سے توجہ دلائی کہ اب جہاں تک پڑھائی کا سوال ہے، تو یہ تو margin ان کو دینا چاہیے، جو پڑھنے والی لڑکیاں ہیں، ان کو کہیں کہ ٹھیک ہے تم پڑھائی کر لو، لیکن تمہارے weekends خالی ہوتے ہیں یا اَور تمہارے چھٹی کے دن ہوتے ہیں، سال میں ۳۶۵/دن ہوتے ہیں، تو اس میں سے مشکل سے ایک سو ساٹھ دن آپ سکولوں اور کالجوں میں جاتے ہیں، باقی چھٹیاں ہوتی ہیں، بے شک آپ گِن کے دیکھ لیں۔ باقی جو دو سو دن ہوتے ہیں ان میں ان سے کہہ دو کہ وقت دو۔ تم نے اپنی سیر کے لیے وقت رکھنا ہے، اپنے فیملی کے ساتھ جانا ہے اور enjoy کرنا ہے، تو ٹھیک ہے کرو، لیکن اس کے باوجود سال میں تیس سے پچاس دن تو دین کو دو۔ اس میں کچھ جلسے کے دن آجائیں گے، چار پانچ دن ڈیوٹیاں ہیں اور اجتماع کے دن آجائیں گے، چار پانچ دن یا دس بارہ دن تو یہ ہو گئے، پھر آپ کی تربیتی کلاسیں ہیں، ان کے دن آجائیں گے، تو یہ پلان بنا کے ان کو دے دیں کہ یہ ہمارا پلان ہے۔ تم اپنے آپ کو احمدی کہتے ہو اور یہ تمہاری پڑھائی کا شیڈیول ہے، ٹھیک ہے پڑھائی بھی کرو، کیونکہ اس کی preference ہونی چاہیے اور پھر باقی وقت جو ہے وہ دو۔

حضورِانور نے کام کرنے والی خواتین کے حوالے سے خدمتِ دین کے لیے وقت نکالنے کی بابت راہنمائی فرمائی کہ پھر جو کام کرنے والی عورتیں ہیں، ان کو کہیں کہ آپ کی پہلی preference دین ہے، سوائے اس کے کہ کوئی بھوکا مر رہا ہے یا کوئی ایسے پروفیشن میں ہے، جس کی ضرورت ہے مثلاً ڈاکٹر ہے، نرس ہے، ٹیچر ہے، انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں یا اَور کوئی ایسا پروفیشن ہو رہا ہے، سوشل سروس کر رہے ہیں، تو ٹھیک ہے وہ کرو، لیکن پھر بھی تمہیں چھٹیاں ملتی ہیں، ہفتے میں دو دن چھٹیاں ہوتی ہیں، سال کی تم پینتالیس سے ساٹھ دن کی چھٹیاں لے سکتے ہو، جلسے کے دنوں میں لیتے ہو، ان دنوں میں خدمت کی کوشش کرو اور جو خدمت کرتے ہیں ان پر اللہ کا فضل ہی ہوتا ہے۔ نیز ہدایت فرمائی کہ ان کو سمجھاؤ، تربیت کرو، مستقل مزاجی اور پیار سے سمجھاتے رہیں۔

حضورِانور نے اس امر کی اہمیت کو بھی اُجاگر فرمایا کہ جب بچیاں ناصرات میں داخل ہوتی ہیں یا بچے خدام میں داخل ہوتے ہیں، تو وہ تو ان کی تنظیموں کا کام ہے کہ پھر ان کو سنبھالیں اور اس وقت ماں باپ کا بھی کام ہے کہ ان کو سمجھاتے رہیں کہ دیکھو! بچے جس طرح تم پہلے تھے، اسی طرح اب رہو، کیونکہ تم لوگ دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کا عہد کرتے ہو۔ تو پیار اور مستقل مزاجی سے سمجھاتے رہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں بھی یہی فرمایا ہے کہ نصیحت کرو اور نصیحت کرتے چلے جاؤ، اگر اللہ میاں نے ایک دفعہ کہہ دیا اور اس کے بعد بات ختم ہو جاتی، تو یہ حکم قرآنِ شریف میں نہ ہوتا کہ نصیحت کرو۔ نصیحت کرنے کا حکم اسی لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پتا ہے کہ انسان کی فطرت یہ ہے، ہمیں اللہ نے پیدا کیا، اس کو ہماری نیچر کا پتا ہے کہ تھوڑی دیر بعد ہم بگڑ جاتے ہیں۔ اس لیے بار بار اصلاح کے پہلو ہونے چاہئیں، لیکن پیار اور نرمی سے اپنا نمونہ دکھائیں تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ لوگ سختی سے بولتے ہیں تو یا تو وہ rigid ہو جاتے ہیں یا وہ بالکل ہی چھوڑ دیتے ہیں۔

حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں ایک لجنہ ممبر نے عرض کیا کہ جب جماعتی کتب کا ترجمہ کرتے ہیں، تو بعض اوقات زبان کے لحاظ سے تو ترجمہ درست ہوتا ہے لیکن روحانی گہرائی اور اثر پوری طرح ظاہر نہیں ہو پاتا۔ نیز راہنمائی کی درخواست کی کہ ہم ترجمہ کرتے وقت اس کے مفہوم اور تاثیر کو کس طرح بہتر طور پر برقرار رکھ سکتے ہیں؟

اس پر حضورِانور نے قرآنِ کریم اور کُتبِ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے حوالے سے اصل متن کی روح اور ترجمے کی حدود کی بابت توجہ دلائی کہ بات یہ ہے کہ جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا تعلق ہے، ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا، قرآن کریم کا بھی ترجمہ صحیح نہیں ہو سکتا، کیونکہ عربی بہت وسیع زبان ہے اور ترجمے میں عربی کا جو ایک لفظ کئی معنے دیتا ہے۔ انگلش میں مثلاً اس کے بعض لفظ ہی نہیں ہوتے۔ بعض دفعہ انگلش میں ایک لفظ ہوتا ہے، جرمن زبان اس کو کچھ اور کہہ رہی ہوتی ہے، تو اس لیے ہم کہتے ہیں کہ قرآنِ شریف تو عربی میں پڑھو اور عربی کو سمجھنے کی کوشش کرو تا کہ کم از کم قریب تو جاؤ۔ جو عربی lexicon (لغت) ہے یا ڈکشنریز ہیں، ان کو دیکھو اور پھر سمجھ آئے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کُتب کے لیے کم از کم جو پاکستانی origin کی لجنہ ہیں، ان کے گھروں میں اُردو بولی جاتی ہے، اردو سیکھنے اور پڑھنے کی کوشش کریں تا کہ سمجھ آئے۔

مزید برآں حضورِانور نے اُردو سیکھنے کی اہمیت اور اصل زبان کی افادیت کو اُجاگر کرنے کے لیے یاد دلایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ نے اس بارے میں بڑی کوشش کی تھی کہ باہر کے ملک والے اُردو سیکھیں، خلیفہ ثالثؒ نے بھی بڑی کوشش کی تھی کہ سیکھو۔ مزید ایک عملی مثال کے ذریعہ سے اُردو سیکھنے کی جانب توجہ مرکوز کروائی کہ کیونکہ اب جماعت پھیل رہی ہے تو سیکھنے کی ضرورت ہے، باہر سے لوگ آتے ہیں، وہ سیکھ لیتے ہیں۔ اب ہمارے یہاں ایک انگریز احمدی ہوئے تھے اور وہ lawyer ہے، اس نے پھر وقف کر دیا اور اب وہ جماعت کی خدمت کر رہا ہے، لیکن وہ کہتا ہے کہ مَیں original زبان میں سیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا علم ہے، کیونکہ انگلش میں پوری طرح اس کا حق ادا نہیں ہوتا، تو وہ اُردو سیکھ رہا ہے۔ وہ آپ ہی کوشش کر کے بعض آپ کی یہاں ناروے میں رہنے والی عورتوں سے زیادہ اچھی اُردو بولنے لگ گیا ہے۔ اور اب تو نیشنل عاملہ کا ممبر بھی بن گیا ہے اور نیشنل عاملہ میں پاکستانی origin کے بعض لوگوں کو اُردو نہیں آتی، مگر اس کو آتی ہے۔

حضورِانور نے سوال کے نفسِ مضمون کی روشنی میں فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ حق ادا ہو ہی نہیں سکتا، جب تک original زبان میں نہ ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان کا تو بالکل ہی حق نہیں ادا ہو سکتا۔ اس لیے جو اُردو سیکھ سکتے ہیں، اُن کو سیکھنی چاہیے تا کہ اس میں سمجھ آئے۔ ہاں اس کے علاوہ جب اگر آپ سمجھیں کہ گہرا اثر نہیں ہو رہا تو پھر آپ ڈکشنری consult کریں، جس کو پڑھنے کا شوق ہے، اس میں دیکھیں کہ اس لفظ کے اَور کیا کیا معنی ہیں؟ پھر آپ کو صحیح رنگ میں اس کی گہرائی کا پتا لگے گا، اور جب اس طرح ہو گا، تو پھر ہی اثر پیدا ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جو کچھ مَیں نے اتنا تھوڑا بہت سیکھا ہے، اس کا مجھے اتنا علم دے دے کہ میرے دل پر کوئی اثر تو ہو، اور پھر اگر سوچ کے پڑھیں تو اثر ہوتا ہے۔

ملاقات کے اختتام پر حضورِانور نے تمام شاملینِ مجلس کو از راہِ شفقت قلم کا تحفہ بطورِ تبرک عطا فرمایا۔

☆...☆...☆

(بحوالہ روزنامہ الفضل 18 اکتوبر 2025ء)

جہیز اور بری کی نمائش

’’شادی بیاہ کے موقع پر بعض فضول قسم کی رسمیں ہیں۔ جیسے بری کو دکھانا یا وہ سامان جو دلہا والے دلہن کے لئے بھیجتے ہیں اس کا اظہار، پھر جہیز کا اظہار۔ باقاعدہ نمائش لگائی جاتی ہے۔ اسلام تو صرف حق مہر کے اظہار کے ساتھ نکاح کا اعلان کرتا ہے۔ باقی سب فضول رسمیں ہیں۔ ایک تو بری یا جہیز کی نمائش سے اُن لوگوں کا مقصد جو صاحبِ توفیق ہیں صرف بڑھائی کا اظہار کرنا ہوتا ہے کہ دیکھ لیا ہمارے شریکوں نے بھائی بہن یا بیٹا بیٹی کو شادی پر جو کچھ دیا تھا ہم نے دیکھو کس طرح اس سے بڑھ کر دیا ہے۔ صرف مقابلہ اور نمود و نمائش ہے۔۔۔۔ صرف رسموں کی وجہ سے، اپنا ناک اونچا رکھنے کی وجہ سے غریبوں کو مشکلات میں، قرضوں میں نہ گرفتار کریں اور دعویٰ یہ کہ ہم احمدی ہیں اور بیعت کی دس شرائط پر پوری طرح عمل کریں گے۔۔۔۔ جبکہ بیعت کرنے کے بعد تو وہ عہد کر رہا ہے کہ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حکومت مکمل طور پر اپنے اوپر طاری کر لے گا۔ اللہ اور رسول ہم سے کیا چاہتے ہیں، یہی کہ رسم رواج اور ہوا و ہوس چھوڑ کر میرے احکامات پر عمل کرو‘‘ (شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 101-102-103)

شعبہ رشتہ ناطہ

نظارت اصلاح ارشاد مرکزیہ قادیان

جماعت احمدیہ محمود آباد میں موصیان کا ریفریشر کورس

گزشتہ دنوں جماعت احمدیہ محمود آباد میں موصیان کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ یہ پروگرام بعد نماز مغرب وعشاء مسجد ناصر محمود آباد میں منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم شیخ وسیم الدین صاحب صدر جماعت نے کی۔ جماعت احمدیہ محمود آباد میں کل 149 موصیان وموصیات ہیں جن میں 53 نے شرکت کی۔

خاکسار حلیم احمد مبلغ انچارج ضلع خوردہ نے نظام وصیت اور نظام خلافت کی اہمیت، موصیان کا مقام ومرتبہ اور ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

بعد دُعا اجلاس برخاست ہوا۔

(حلیم احمد مبلغ انچارج ضلع خوردہ اُڑیسہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’پس فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف تم توجہ کرو۔ اسی طرح پر جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 278۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

طالب دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۸؍فروری ۲۰۲۶ء بروز بدھ بارہ بجے بعد دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر مکرم چودھری عبدالرزاق گوندل صاحب ابن مکرم منشی مہتاب دین صاحب (آف چک نمبر 99 شمالی ضلع سرگودھا۔ حال یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور چھ مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم چودھری عبدالرزاق گوندل صاحب ابن مکرم منشی مہتاب دین صاحب (آف چک نمبر 99 شمالی ضلع سرگودھا۔ حال یوکے)

14؍فروری 2026ء کو 94 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے گھر میں احمدیت آپ کے والد کے ذریعہ آئی جنہوں نے سیالکوٹ میں طاعون کے بارہ میں ایک پمفلٹ پڑھنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھ کر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ انہیں طاعون کا پھوڑا ابھی نکلا ہوا تھا لیکن بیعت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم اور فضل سے انہیں شفا دی۔ مرحوم کو چک 99 شمالی میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرکزی عہدیداروں کا بہت احترام کرتے اور ان کے آنے پر بڑے شوق اور جذبہ کے ساتھ خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق رکھنے والے ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ لازمی چندوں کے علاوہ حسب توفیق دیگر مالی تحریکات میں بھی حصہ لیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ مرحوم کے ایک بیٹے مکرم زاہد شفیق صاحب کئی سالوں سے جلسہ سالانہ یوکے پر بطور ناظم سمعی و بصری خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ مکرم مبشر احمد گوندل صاحب (کارکن امیر صاحب آفس یوکے) کے کزن تھے۔

نماز جنازہ غائب

۱۔ مکرم راؤ عبدالجبار خان صاحب (آف ربوہ)

19؍نومبر 2025ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم راؤ عبدالرازق خان صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے خود تحقیق کر کے 1932ء میں بیعت کی تھی۔ آپ کے والد کا تعلق کاہنور ضلع روہتک سے تھا۔ پارٹیشن کے بعد آپ اپنے والد کے ساتھ پھلروان ضلع سرگودھا میں آکر آباد ہوگئے۔ 1974ء کے سخت حالات میں خاندان کی مخالفت کا بڑی جرأت اور بہادری سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ تجارت کے سلسلہ میں چند سال بحرین میں مقیم رہے۔ اس دوران آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ بچوں کو ہمیشہ نظام جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق رکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، بڑے خوش مزاج، خلافت سے بے پناہ محبت رکھنے والے ایک مخلص انسان تھے۔ چندوں کی ادائیگی اور دیگر مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ خدمت خلق کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ اکثر خاموشی سے یتیموں، بیواؤں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتے اور ایک بڑی رقم باقاعدگی سے یتامیٰ فنڈ میں بھی دیتے تھے۔ کاروباری لین دین میں ہمیشہ جماعتی مفاد کو ترجیح دیتے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کی اہلیہ مکرمہ شاہین اکبر صاحبہ معاون صدر لجنہ اماءاللہ پاکستان کے طور پر خدمت بجالا رہی ہیں۔ آپ مکرم عبادہ اسلم قریشی صاحب (مبلغ سلسلہ بانگابونگ کاؤنٹی، لائبیریا) کے خسر تھے۔

۲۔ مکرمہ بشریٰ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم ماسٹر محمد رمضان صاحب مرحوم (ملتان)

6؍دسمبر 2025ء کو 77 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چودھری غلام احمد صاحب رضی اللہ عنہ (ساکن تلونڈی جھنگلاں) کی پوتی تھیں۔ مرحومہ کو لمبا عرصہ اپنے حلقہ کی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ساری زندگی پنجوقتہ نمازوں، تلاوتِ قرآن اور نوافل کی پابند رہیں۔ اپنی زندگی کے آخری رمضان میں قرآن کریم کے دو دور مکمل کرنے کی توفیق پائی۔ آخری وقت تک دعائیں اور سورتیں یاد کرتی رہیں۔ آپ کو خلافت سے والہانہ محبت تھی۔ آپ کو احمدیت کی وجہ سے بہت مخالفت سہنی پڑی لیکن استقامت میں کوئی لغزش نہیں آئی اور اپنے میاں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

۳۔ مکرم محمد سلیمان بقاپوری صاحب ابن مکرم محمد اسحاق بقاپوری صاحب (ماڈل ٹاؤن لاہور)

16؍اپریل 2024ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حکیم شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ آپ کی والدہ کے نانا تھے۔ مرحوم نے نائب زعیم اعلیٰ ماڈل ٹاؤن اور محاصل کے علاوہ بعض اور عہدوں پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ، نرم مزاج، ہمدرد، ملنسار اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

۴۔ مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم عابد حسین وڑائچ صاحب (ربوہ)

2؍جنوری 2026ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم صوبیدار عبدالغفور خان صاحب (آف ٹوپی۔ سابق درویش قادیان و افسر حفاظت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ و حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ) کی بیٹی اور مکرم صوبیدار خوشحال خان صاحب شہید کی پوتی تھیں۔ جنہوں نے ایک خواب کے ذریعہ 1914ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مرحومہ پنج وقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، حلیم الطبع، جماعتی خدمت کے جذبہ سے سرشار، بڑی نیک دل اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ بیماری کے دوران بڑے صبر وشکر اور دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے وقت گزارا۔ آپ نے بچوں کی تربیت بڑے احسن طریق پر کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے، تین بیٹیاں اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک داماد مکرم منور احمد وڑائچ صاحب واقفِ زندگی ہیں اور... بطور نگران شعبہ تعمیرات خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

۵۔ مکرمہ ہاجرہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری غلام رسول صاحب مرحوم (چک بھوڑو ضلع ننکانہ صاحب)

6؍جنوری 2026ء کو 105 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چودھری غلام حید ر صاحب نمبردار رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے، تین بیٹیاں اور پوتے پوتیاں اور نواسے اور نواسیاں شامل ہیں۔ آپ کے پوتے مکرم باسل اسلم صاحب (مربی سلسلہ) اس وقت جرمنی میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

۶۔ مکرم بشیر احمد لنگاہ صاحب ابن مکرم سردار محمد صاحب (نصرت آباد ربوہ)

26؍نومبر 2025ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد کے ذریعہ ہوا۔ مرحوم 16 سال مجلس نصرت جہاں میں خدمت بجالاتے رہے۔ مسجد اور غریبوں کے لیے زمین وقف کرنے کی بھی توفیق پائی۔ آپ بڑے نرم مزاج، ملنسار، شریف النفس، دینی غیرت رکھنے والے ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ کبڈی اور گھوڑسواری میں مہارت رکھتے تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

Our Motto: Your Satisfaction
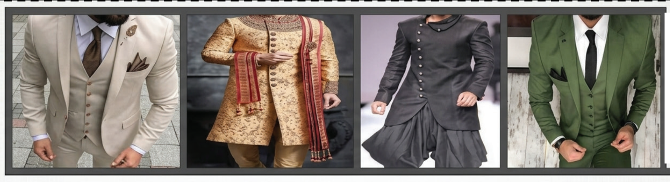
MUBARAK TAILORS
کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیض اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں۔
Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian
Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

JYOTI TIMBER TRADERS

Deals in: Teak, Sal, Piasal, Gambhari, Accasia etc.
SK ZAHID AHMAD, AT : Kuansh.
P.O/Dist - Bhadrak - 756100 (Odisha)
Mobile No. 9437113564 - 9437185000
طالب دعا : شیخ زاہد احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

GRIZZLY
BE ALWAYS AHEAD
Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags. Specialized in the Design and Production of Quality & Sale Online Platform Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "Grizzly Wallet"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com Web: www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia
طالب دعا : عطاء الرحمٰن (بھاٹی پوتا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

اسلامی اُمّت کا اتحاد، باہمی اخوت اور قیامِ امن – موجودہ پُرفتن حالات میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 6/مارچ 2026ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: آنحضرت ﷺ کی بعثت کے پیغام کا ایک اہم مقصد کیا تھا؟

جواب: خدائے واحد پر ایمان، اس کی عبادت اور توحید کا قیام، بندوں کے حقوق ادا کرنا اور مسلمانوں کو ایک اُمّت بن کر بھائی بھائی کی طرح رہنے کی تعلیم دینا۔

سوال: موجودہ مسلم دنیا کی ایک بڑی کمزوری کیا بیان فرمائی گئی؟

جواب: مسلمان کلمہ اور توحید کا دعویٰ کرنے کے باوجود باہمی پھاڑ اور اختلاف کا شکار ہیں اور ان کے اعمال اس تعلیم کے مطابق نہیں جس کا وہ دعویٰ کرتے ہیں۔

سوال: مسلمان حکومتوں اور حکمرانوں کو کیا نصیحت فرمائی گئی؟

جواب: انہیں ذاتی اور ملکی مفادات سے بالاتر ہو کر بحیثیت ملّتِ اسلامیہ متحد ہونے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے تاکہ اسلامی دنیا کا وقار قائم رہے اور مخالف طاقتیں ان کے اختلافات سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

سوال: ایک اُمّت بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں کیا انتظام فرمایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ مسلمانوں کو ایک اُمّت بنانے کا کام سرانجام دیں۔

سوال: احمدیوں کی مسلم اُمّت کے متعلق کیا دعا اور کوشش ہے؟

جواب: احمدیوں کی کوشش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلم اُمّت کو متحد کرے اور اسے فساد، ظلم اور مظالم سے محفوظ رکھے۔

سوال: دجالی طاقتوں کے متعلق کیا تنبیہ فرمائی گئی؟

جواب: فرمایا کہ دجالی طاقتیں مسلمانوں کو امن و سکون سے رہتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتیں اور مسلم دنیا کے اختلافات و فسادات سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔

سوال: اس دنیا کے پُرفتن حالات میں ہمارا بنیادی کام کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر مسلم دنیا، مسلمانوں اور معصوموں کے لیے خصوصی دعائیں کرنا اور ظلم و فساد کے خلاف آگاہی پیدا کرنا ہمارا کام ہے۔

سوال: جنگوں کے بڑھتے ہوئے خطرے کے بارے میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: فرمایا کہ ظلم اور جنگ کا دائرہ بڑھتا جا رہا ہے اور وسیع پیمانے پر جنگِ عظیم کا خطرہ پیدا ہو چکا ہے؛ تاہم اگر مسلم دنیا عقل و ہوش سے کام لے کر متحد ہو جائے تو وہ بہت سے فتنوں سے محفوظ رہ سکتی ہے۔

سوال: دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے صرف اپنا حق لینا کافی ہے؟

جواب: نہیں۔ امن کے لیے اپنا حق لینے کے ساتھ دوسروں کو ان کے حقوق دینا اور انصاف قائم کرنا بھی ضروری ہے۔

سوال: بڑی طاقتوں کے بارے میں مسلمانوں کو کیا نصیحت فرمائی گئی؟

جواب: بڑی طاقتوں کو اپنا خدا نہ سمجھیں، کیونکہ ہمیشہ رہنے والی طاقت صرف خدا تعالیٰ کی ہے۔ مسلمانوں کو اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف مبذول کرنی چاہیے۔

سوال: مسلمان ممالک کے باہمی اختلافات کے بارے میں کیا اصول بیان فرمایا گیا؟

جواب: اختلاف کے باوجود مسلمانوں کا بنیادی تعلق اسلامی اخوت اور بھائی چارے کا ہے؛ چھوٹے چھوٹے اختلافات اس اخوت کو توڑنے کا ذریعہ نہیں بننے چاہئیں۔

سوال: قرآن کریم نے مسلمان گروہوں کے باہمی جھگڑے کی صورت میں کیا حکم دیا ہے؟

جواب: فرمایا کہ اگر مومنوں کے دو گروہ لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرائی جائے، اور اگر ایک گروہ زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے کے خلاف اقدام کیا جائے، پھر عدل و انصاف کے ساتھ صلح کرائی جائے۔

سوال: قرآن کریم کے مطابق مومنوں کا باہمی تعلق کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ'' یعنی مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں؛ اس لیے ان کے درمیان صلح کرانی چاہیے اور تقویٰ اختیار کرنا چاہیے۔

سوال: مسلمانوں کو آپس کے عقائدی اختلافات کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟

جواب: محض عقائد کے اختلاف کو مسلمانوں کے باہمی فساد اور دشمنی کا سبب نہیں بنانا چاہیے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی کلمہ پڑھنے والے کے بارے میں انتہائی احتیاط اور شفقت کا نمونہ قائم فرمایا۔

سوال: رمضان میں احمدیوں کو خصوصی طور پر کس طرف توجہ دلائی گئی؟

جواب: اپنی ذاتی دعاؤں کے ساتھ ساتھ اُمّتِ مسلمہ، مسلمانوں اور معصوموں کے لیے خصوصی دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی گئی۔

سوال: مسلمانوں کے آپس میں لڑنے اور ایک دوسرے کو قتل کرنے کا کیا انجام بتایا گیا؟

جواب: ایسا ظلم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنتا ہے اور ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔

سوال: مسلم ممالک کو موجودہ حالات میں کیا عملی قدم اٹھانا چاہیے؟

جواب: انہیں باہمی اختلافات ختم کرنے، سر جوڑ کر مسائل حل کرنے، عدل و انصاف قائم کرنے اور اسلامی اخوت کی بنیاد پر متحد ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔

سوال: خطبہ کے آخر میں کن مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب کا اعلان فرمایا گیا؟

جواب: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی صاحبزادی مکرمہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ، ہالینڈ کے مکرم ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب اور مکرم زینب بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب سابق صدر جماعت و امام مسجد چک 275 کرتارپور کا ذکرِ خیر فرمایا گیا اور نمازِ جنازہ غائب ادا کرنے کا اعلان فرمایا۔

سوال: صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ کی نمایاں خصوصیات کیا تھیں؟

جواب: وہ غریبوں کا خیال رکھنے والی، صدقہ و خیرات کرنے والی، چندوں میں باقاعدہ، نماز اور دعا کی پابند اور دوسروں کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرنے والی نیک خاتون تھیں۔

سوال: ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب کی نمایاں دینی خصوصیات کیا تھیں؟

جواب: وہ نیک فطرت، سلیم الطبع، ملنسار، خدا ترس، صلہ رحمی کرنے والے، خلافت کے شیدائی، غریبوں کی مدد کرنے والے اور تبلیغ اسلام کا شوق رکھنے والے تھے۔

سوال: ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب نے مشکل حالات میں احمدیت کے بارے میں کیا جرأت مندانہ نمونہ دکھایا؟

جواب: شدید مخالفت اور جان کے خطرے کے باوجود انہوں نے احمدیت سے دستبردار ہونے یا حضرت مسیح موعودؑ کو گالیاں دینے سے صاف انکار کیا اور اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہے۔

سوال: مکرمہ زینب بی بی صاحبہ کی نمایاں خوبیاں کیا بیان ہوئیں؟

جواب: وہ دعا گو، تہجد گزار، نماز کی پابند، روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، مہمان نواز، خلافت سے گہری عقیدت رکھنے والی اور غریبوں کی مدد کرنے والی نیک خاتون تھیں۔

***

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامتی میں رہیں اور اصل مہاجر وہ ہے جو اس بات کو جسے اللہ نے منع فرمایا ہے چھوڑ دے۔ (بخاری کتاب الایمان)

طالبِ دعا: نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''زبان کا زیان خطرناک ہے۔ اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔ پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو، نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 423۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

طالبِ دعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اڑول (بہار)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7, Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالبِ دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

طالبِ دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

99633 83271 Pro. SK.Sultan 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
➤ Rajahmundry
➤ Kadiyapu lanka, E.G.dist.
➤ Andhra Pradesh 533126.
➤ #email: oxygennursery786@gmail.com
Love for All... Hatred for None

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

حضرت مسیح موعودؑ سے محبت، خلافتِ احمدیہ سے وفا اور جماعت کا عالمی اتحاد

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2/ نومبر 2007ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائطِ بیعت میں محبت و اخوت کے متعلق کیا تعلیم فرمائی؟

جواب: آپؑ نے بیعت کی ایک شرط یہ بیان فرمائی کہ ہر بیعت کنندہ آپؑ سے ایسی عقدِ اخوت و محبت رکھے جس کی مثال دنیاوی رشتوں میں نہ ملے اور آپؑ کے تعلق کو تمام دنیاوی تعلقات پر مقدم رکھے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت کو دنیاوی محبتوں پر فوقیت کیوں حاصل ہونی چاہیے؟

جواب: کیونکہ آپؑ آنحضرت ﷺ کے عاشقِ صادق اور غلام ہیں، اس لیے آپؑ سے محبت دراصل آنحضرت ﷺ اور اللہ تعالیٰ سے محبت کی طرف لے جانے والی محبت ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت پیدا ہونا کس کا فضل ہے؟

جواب: یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ آپؑ کو عظمت دے گا، آپؑ کی محبت دلوں میں بٹھائے گا اور آپؑ کے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے متعلق کیا بشارت بیان فرمائی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار خبر دی کہ وہ آپؑ کو بہت عظمت دے گا، آپؑ کی محبت دلوں میں بٹھائے گا اور آپؑ کے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا۔
(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 409)

سوال: احمدیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت کو کس طرح بڑھاتے رہنا چاہیے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر، نیک اعمال بجا لاکر، دعاؤں اور گریہ وزاری کے ذریعہ اس محبت کی آبیاری کرتے رہنا چاہیے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات کے قریب جماعت کو کیا تسلی دی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ میری جدائی پر غمگین نہ ہونا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے دوسری قدرت بھی ظاہر کرے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آنے والی دوسری قدرت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد نظامِ خلافت ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جماعت کی رہنمائی، سکینت اور استحکام کے لیے قائم فرمایا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کے بارے میں کیا بنیادی پیغام دیا؟

جواب: آپؑ نے جماعت کو یہ خوشخبری دی کہ آپؑ کے بعد اللہ تعالیٰ دوسری قدرت ظاہر کرے گا جو دائمی ہوگی اور قیامت تک اس کا سلسلہ جاری رہے گا۔

سوال: خلافت سے محبت اور عقیدت کی اہمیت کیا ہے؟

جواب: خلافت اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق قائم ہونے والی دوسری قدرت ہے۔ اس لیے خلافت سے محبت، عقیدت اور اطاعت جماعت کی مضبوطی اور اتحاد کا اہم ذریعہ ہے۔

سوال: جماعت احمدیہ کی مضبوطی کا ایک بنیادی سبب کیا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت سے بے لوث محبت، خلیفۂ وقت سے اخوت وعقیدت اور اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق جماعت کی مضبوطی اور تمکنت کا بنیادی سبب ہے۔

سوال: خلافت سے محبت دراصل کن محبتوں کا حصہ ہے؟

جواب: خلافتِ احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت دراصل آنحضرت ﷺ اور اللہ تعالیٰ سے محبت کی ہی کڑیاں ہیں، کیونکہ مقصد خدا تعالیٰ کی وحدانیت قائم کرنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا ہے۔

سوال: مختلف قوموں اور زبانوں کے احمدیوں کا خلافت سے محبت کرنا کس بات کی دلیل ہے؟

جواب: دنیا کی مختلف قوموں، نسلوں، رنگوں اور زبانوں کے لوگوں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت سے محبت میں متحد ہونا اللہ تعالیٰ کی تائید اور آپؑ کے حق میں ایک عظیم نشان ہے۔

سوال: قرآن کریم نے مختلف زبانوں اور رنگوں کے اختلاف کو کیا قرار دیا ہے؟

جواب: قرآن کریم نے مختلف زبانوں اور رنگوں کو اللہ تعالیٰ کی نشانی قرار دیا ہے: وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ یعنی تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ (الروم: 23)

سوال: جماعت احمدیہ میں مختلف قوموں کے لوگ کس طرح متحد ہو رہے ہیں؟

جواب: مختلف مذاہب، نسلوں، رنگوں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے سعید فطرت لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو قبول کرکے آپؑ کے ہاتھ پر جمع ہو رہے ہیں اور آپؑ کے بعد نظامِ خلافت سے محبت و عقیدت میں متحد ہیں۔

سوال: خلیفۂ وقت کی بیماری کے موقع پر احمدیوں نے محبت کا کس طرح اظہار کیا؟

جواب: دنیا بھر کے احمدیوں نے انتہائی فکر، محبت اور اخلاص کے ساتھ دعائیں کیں اور مختلف انداز میں اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ جماعت کے افراد خلافت کو اپنے وجود کا لازمی حصہ سمجھتے ہیں۔

سوال: جماعت اور خلافت کے درمیان دو طرفہ محبت کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: جب جماعت اور خلافت کے درمیان اخلاص، محبت اور وفا کا دو طرفہ تعلق قائم رہے گا تو ان شاء اللہ خلافت احمدیہ کا قیام اور استحکام بھی قائم رہے گا۔

سوال: خلافت سے محبت کو مضبوط رکھنے کے لیے کن چیزوں کی ضرورت ہے؟

جواب: ایمان کی مضبوطی، اللہ تعالیٰ سے تعلق، نیک اعمال، دعا اور اخلاص کے ذریعہ اس محبت کو مسلسل مضبوط کرنا ضروری ہے۔

سوال: فتنہ پرداز عناصر جماعت احمدیہ کے بارے میں کیوں ناکام ہو رہے ہیں؟

جواب: کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا تعلق اپنے رب سے مضبوط ہو چکا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت سے محبت نے جماعت کو ایک مضبوط اور متحد وجود بنا دیا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو کس خوبصورت مثال سے سمجھایا؟

جواب: آپؑ کی تعلیم کے مطابق دوسری قدرت یعنی خلافت ایک دائمی نظام ہے جسے جماعت نے مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ اسی تعلق نے جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مضبوط اور متحد رکھا ہے۔

سوال: جماعت احمدیہ کی سچائی کی ایک نمایاں دلیل کیا بیان کی گئی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے بعد نظامِ خلافت سے دنیا بھر کے مختلف قوموں، نسلوں اور زبانوں کے لوگوں کی بے مثال محبت اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جماعت اللہ تعالیٰ کی تائید یافتہ جماعت ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو کون سا عظیم کام سونپا گیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں لانے کا کام کیا، اور خلافت احمدیہ کا نظام بھی اسی عظیم مقصد کی تکمیل کے لیے جاری ہے۔

سوال: آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آنے کا حقیقی مطلب کیا ہے؟

جواب: اس کا حقیقی مطلب خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کرنا اور اس کے احکامات کی تعمیل کرنا ہے۔

سوال: خلافت احمدیہ کو شجرۂ طیبہ سے تشبیہ دینے کا کیا مفہوم ہے؟

جواب: اس سے مراد ایسا پاکیزہ اور سدا بہار نظام ہے جس کی جڑیں اللہ تعالیٰ سے تعلق، دعا، ایمان اور خلافت سے وفا کے ذریعہ مضبوط ہوتی رہتی ہیں۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کے نتیجہ میں نئی قوموں میں کیا تبدیلی پیدا ہو رہی ہے؟

جواب: مختلف ممالک اور قوموں سے شامل ہونے والے نئے احمدیوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، اسلام اور خلافت کی محبت پیدا ہو رہی ہے اور وہ اخلاص کے ساتھ تبلیغ کا کام بھی آگے بڑھا رہے ہیں۔

***

دار الصناعت قادیان میں Fresher Meet پروگرام

دار الصناعت کے نئے سیشن 27-2026ء کے طلباء کا پروگرام مکرم ناظر صاحب تعلیم قادیان کی زیر صدارت مورخہ 07 / اگست 2026ء کو دار الصناعت میں منعقد کیا گیا جس میں نئے سیشن کے طلباء کا تعارف اور ہوسٹل دار الصناعت قادیان میں رہائش کے قواعد وضوابط کے بارہ میں مکرم ناظر صاحب تعلیم نے طلباء کو ضروری ہدایات اور نصائح کیں۔ تلاوت قرآن مجید عزیز انتظار احمد طالب علم پلمبنگ کورس نے پیش کی۔ نظم عزیز منیب احمد نے پیش کی۔ اس کے بعد پرنسپل دار الصناعت نے نئے سیشن کے طلباء کا تعارف کرایا۔ آخر میں مکرم ناظر صاحب تعلیم نے طلباء کو قادیان میں آنے کا مقصد اور ادارہ کے ضروری قواعد بتائے۔ دُعا کے بعد پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ اس پروگرام کے بہتر نتائج مرتب کرے۔ آمین

(پرنسپل دار الصناعت قادیان)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

’’ہمیں اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں ایک تسلسل پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ سال میں ایک یا دو دفعہ عشرہ تربیت منالیا، عشرہ تبلیغ منالیا، سڑکوں پہ کھڑے ہو کر لٹریچر تقسیم کر دیا اور سمجھ لیا کہ تبلیغ کا حق ادا ہو گیا۔‘‘ (خطبہ جمعہ 8/ ستمبر 2017ء)

طالب دعا: بی.ایس. عبد الرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

’’تکبّر انسان میں روحانی موت لاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے انسان دور ہو جاتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 16/ جون 2017ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12694: میں سلیمہ بیگم زوجہ مکرم شریف احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ: پرائیویٹ ملازمت، تاریخ پیدائش: 7 اکتوبر 1971 پیدائشی احمدی ساکن: جماعت احمدیہ لاٹھ ضلع حمیر پور یوپی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 26 مارچ 2026 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 12 گرام 22 کیریٹ۔ زیور نقرئی: 80 گرام۔ حق مہر 25000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 11000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عمران احمد الامۃ: سلیمہ بیگم گواہ: محمد خالد ملکانہ

مسل نمبر 12695: میں فریحہ بنت مکرم پی سکندر باشاہ صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم، تاریخ پیدائش: 15 اکتوبر 2007 پیدائشی احمدی ساکن: تھارڈ فلور سمر کھنڈ بلڈنگ ننگل قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 3 مارچ 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: بالیاں 2 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: پی سکندر باشاہ الامۃ: فریحہ گواہ: مبارکہ بیگم

مسل نمبر 12696: میں فرح ناز زوجہ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 38 سال پیدائشی احمدی ساکن: محلہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 23 فروری 2026 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 5 انگوٹھیاں 780. 14 گرام، کان کی بالیں 5 جوڑی 440. 19 گرام، دو چین ایک لاکٹ 160. 21 گرام، چار ناک پھول 610. 0 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ)۔ حق مہر 35000 روپے بذمہ خاوند میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ مبارک احمد الامۃ: فرح ناز گواہ: شیخ مجاہد

مسل نمبر 12697: میں محمد عبد الذاکر حسین ولد مکرم محمد عبد الحی مرحوم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈرائیور عمر: 55 سال پیدائشی احمدی ساکن: حیدر آباد تلنگانہ سکندر آباد بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 15 اپریل 2026 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 10000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید کلیم احمد العبد: محمد عبد الذاکر گواہ: شیخ نور میاں

مسل نمبر 12698: میں منصورہ فرحت آفرین زوجہ مکرم محمد عبد الذاکر حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 56 سال پیدائشی احمدی ساکن: چکل گوڑہ سکندر آباد حیدر آباد تلنگانہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 15 اپریل 2026 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی ایک عدد انگوٹھی، ایک سیٹ کان کی بالیں ایک عدد لچھہ کی لاکٹ تمام زیورات 5 گرام 22 کیریٹ زیور نقرئی: ایک عدد الیس اللہ کی انگوٹھی 4 گرام۔ حق مہر: 11000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد عبد الذاکر حسین الامۃ: منصورہ فرحت آفرین گواہ: شیخ نور میاں

مسل نمبر 12699: میں گوتم احمد ولد مکرم شیخ محمد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 11 نومبر 1969 پیدائشی احمدی ساکن بیت الھسا مسجد ہل روڈ مڈیکری بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 21 اپریل 2026 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 10 ڈسمل زمین جو کہ 3 بھائیوں میں مشترکہ ہیں جو کہ بھدرک اڈیشہ میں واقع ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 84000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: پی کے عبد الجلیل العبد: گوتم احمد گواہ: عبد السلام ایم پی

مسل نمبر 12700: میں ہبۃ الدعا بنت مکرم عطاء اللہ حضرت صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 17 دسمبر 1999 سال پیدائشی احمدی ساکن: محلہ مسرور قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 23 اپریل 2026 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 7500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عطاء اللہ حضرت الامۃ: ہبۃ الدعا گواہ: ظہیر الدین

مسل نمبر 12701: میں ساموخاتون زوجہ مکرم ارشد احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 18 اگست 1992 پیدائشی احمدی ساکن: ننگل باغبانہ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 25 دسمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالی 2 گرام، کان کے ٹاپس 940. 3۔ مائل، ایک عدد انگوٹھی 880. 1۔ مائل، نتھنی 530 مائل۔ زیور نقرئی: ہاتھ پھول 100 گرام، دو جوڑی پائل 130 گرام۔ حق مہر 80000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد سعادت اللہ الامۃ: ساموخاتون گواہ: ارشد احمد

مسل نمبر 12702: میں ریحانہ خاتون زوجہ مکرم عبد البشیر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 16 جنوری 1986 پیدائشی احمدی ساکن: وارڈ نمبر 9 سندر ہار نچہ نیپال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 2 مئی 2026 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 25551 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 900۔ روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد زاہد الامۃ: ریحانہ خاتون گواہ: عبد البشیر

مسل نمبر 12703: میں مسترہ خاتون زوجہ مکرم عبد البشیر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 11 جون 1983 تاریخ بیعت 2002 ساکن: سندر ہار ینچاوارڈ نمبر 9 ضلع مورنگ صوبہ کوسی نیپال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 2 مئی 2026 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 15000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبد البشیر الامۃ: مسترہ خاتون گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 12704: میں سہیلہ خاتون زوجہ مکرم شریف الحسن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال تاریخ بیعت 2005 ساکن: گرم تھان جوراہاٹ ضلع مورنگ نیپال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم مئی 2026۔ وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 32000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1700 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شریف الحسن الامۃ: سہیلہ خاتون گواہ: سجاد احمد شاہ

***

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
Email: badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 10 September - 2026 Issue. 37

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 9815639670
Email:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (WEIGHT : 50 -100 Gms/Issue)

توکّل علیٰ اللہ کے حوالے سے سیرت النبی ﷺ کا ایمان افروز تذکرہ۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۴؍ستمبر ۲۰۲۶ء بمطابق ۴؍تبوک ۱۴۰۵ ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے انسانِ کامل بنا کر تمام انسانیت کے لیے اسوۂ حسنہ بنایا تو پھر ہر خلق کو آپؐ کی ذات میں پیدا فرما کر اسے خلقِ عظیم بنا دیا اور مومنوں کو نصیحت فرمائی کہ اگر تم اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کرنا چاہتے ہو تو پھر اس عظیم رسولؐ کی پیروی کرو۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جہاں ہر خلق کو اعلیٰ معیار تک پہنچایا وہاں مومنوں کو بھی نصیحت فرمائی کہ اِن اخلاق کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

جیسا کہ آج کل آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر ہو رہا ہے، اس ضمن میں

آج توکّل علیٰ اللہ کے حوالے سے آپؐ کی سیرت کے پہلو، آپؐ کا مقام اور آپؐ کے عمل کا ذکر کروں گا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ آپؐ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے اے نبی! ...اللہ پر توکّل کر یقیناً اللہ کارسازی میں کافی ہے۔ پس اس آیت میں مومنوں کو بھی خوشخبری ہے کہ اگر وہ ان احکامات پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کے لیے بھی کافی ہو گا۔

پھر مومنوں کو توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور مومنوں کو اللہ ہی پر توکّل کرنا چاہیے۔

پس اگر اللہ تعالیٰ پر توکّل کریں گے، اس کی عبادت کا حق ادا کریں گے تو یقیناً نشانات بھی دیکھیں گے۔ اس کا اعلیٰ ترین نمونہ ہمیں آنحضرت ﷺ کی ذات میں ملتا ہے اور آپؐ کے طفیل اس سے صحابہؓ نے بھی فیض پایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لیے جانباز اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکّل کرنے والے تھے۔ فرمایا کہ تبتّل یعنی خدا تعالیٰ سے دل لگانا اور دنیا کو چھوڑنا اس کا عملی نمونہ ہمارے پیغمبرِ خدا ﷺ ہیں۔ نہ آپؐ کو کسی کی مدح کی پرواہ نہ ذمّ کی۔ کیا کیا آپؐ کو تکالیف پیش آئیں مگر کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ فرمایا کہ جو شخص متبتّل ہو گا وہ متوکّل بھی ہو گا۔

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم توکّل کرو اللہ پر جیسے اُس کے توکّل کا حق ہے تو ضرور تمہیں رزق دیا جائے گا جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔

حضرت ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں بے رغبتی حلال کو حرام کرنا نہیں ہے اور نہ مال ضائع کرنا ہے۔ دنیا میں بے رغبتی یہ ہے کہ جو تمہارے دونوں ہاتھوں میں ہے وہ اس سے زیادہ قابلِ اعتماد نہ ہو جو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور مصیبت کے ثواب کے بارے میں تم ایسے ہو کہ جب تمہیں مصیبت پہنچے تو تم اس میں زیادہ راغب ہو کہ کاش! وہ تمہارے لیے زیادہ باقی رہتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابنِ آدم کے دل سے ہر وادی میں ایک راستہ ہے۔ جس شخص کے دل نے اس کے تمام راستوں کی پیروی کی اللہ نہیں پرواہ کرتا کہ اسے کسی وادی میں چلا دے یا ہلاک کر دے اور جو اللہ پر توکّل کرے تو اللہ اس کے لیے مختلف راہوں میں چلنے کے لیے کافی ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی تمام فکروں کو ایک ہی فکر یعنی دین کی فکر بنا لے، اپنا دین دیکھے کیا ہے، اپنی روحانی حالت دیکھے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا و آخرت کی تمام فکروں کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کس باریکی سے اللہ تعالیٰ پر توکّل کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے روزمرّہ کے معاملات میں دعا کیا کرتے تھے۔ حضرت ام سلمہؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب اپنے گھر سے نکلتے تو کہتے تھے اللہ کے نام کے ساتھ، مَیں نے اللہ پر توکّل کیا۔ اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس سے کہ ہم پھسل جائیں یا ہم بھٹک جائیں یا ہم ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم جہالت سے پیش آئیں یا ہمارے ساتھ جہالت سے پیش آیا جائے۔

نبی ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لاتے تو کہتے اللہ کے نام کے ساتھ مَیں نے اللہ پر بھروسہ کیا، اور اللہ ہی کی توفیق سے نیکی کی طاقت ہے اور برائی سے بچنے کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ اے اللہ! مَیں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ مَیں گمراہ ہو جاؤں یا مجھے گمراہ کیا جائے۔ مَیں لغزش کا شکار ہو جاؤں یا مجھے لغزش میں ڈال دیا جائے۔ مَیں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، مَیں جہالت کا ارتکاب کروں یا میرے ساتھ جہالت کا برتاؤ کیا جائے۔ اور مَیں کسی سے زیادتی کروں یا میرے خلاف زیادتی کی جائے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ یہ کہے اے اللہ! مَیں تجھ سے گھر میں داخل ہونے کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اور گھر سے باہر نکلنے کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہم داخل ہوتے ہیں اور اللہ کے نام کے ساتھ ہم نکلتے ہیں اور اللہ پر جو ہمارا ربّ ہے ہم توکّل کرتے ہیں۔ پہلے یہ دعا پڑھے اور پھر اپنے گھر والوں کو سلام کرے۔

مسیلمہ کذاب نے اپنے لشکر کے ساتھ آپؐ کی جماعت میں آنے کی پیشکش کی مگر ساتھ شرط لگا دی کہ اگر محمد (ﷺ) اپنے بعد مجھے جانشین بنا دیں تو مَیں ان کا پیرو ہوں گا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ اس کے ماننے والے ایک لاکھ لوگ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ایک کھجور کی چھڑی تھی آپؐ جب اس کے پاس آئے تو فرمایا کہ اگر تُو مجھ سے یہ (لکڑی کا ٹکڑا) بھی مانگے تو مَیں یہ بھی نہ دوں گا۔ تُو کبھی بھی اللہ کے فیصلے سے آگے نہیں بڑھ سکے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ

رسول کریم ﷺ کو کسی کام میں بھی دنیا اور اہلِ دنیا کی طرف توجہ نہ تھی اور ارضی اسباب کی طرف آپؐ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ ہر کام میں آپؐ کی نظر خدا تعالیٰ ہی کی طرف لگی رہتی کہ وہی کچھ کرے گا۔ گویا توکّل کا ایک کامل نمونہ تھے جس کی نظیر نہ پہلے انبیا میں ملتی ہے نہ آپؐ کے بعد کوئی آپؐ جیسے توکّل والا کوئی انسان پیدا ہوا ہے۔

خطبے کے دوسرے حصے میں حضورِ انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر فرمایا اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

☆... مکرم مرزا اصفر محمود صاحب ابن مکرم غلام رسول صاحب ساکن منڈی بہاؤالدین۔ مرحوم کو گذشتہ دنوں ۲؍ستمبر کو شہید کر دیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ کسی نامعلوم شخص نے تعاقب کر کے پیچھے سے فائر کر کے آپ کو شہید کیا۔ شہادت کے وقت مرحوم کی عمر ۶۵؍سال تھی۔ شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کی نانی محترمہ حسین بی بی صاحبہ آف کھاریاں ضلع گجرات کے ذریعے سے ہوا تھا جنہوں نے خلافتِ ثانیہ کے ابتدائی ایام میں احمدیت قبول کی تھی۔ شہید مرحوم اپنے علاقے میں نمایاں احمدی تھے اور اپنی پیشہ وارانہ مہارت کی وجہ سے اچھی شہرت رکھتے تھے۔ پیشے کے لحاظ سے مکینک تھے، اور اپنی وَرک شاپ تھی، اچھا کاروبار تھا۔ حضورِ انور نے مرحوم کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے۔

☆... محترمہ امۃ العزیز صاحبہ جن کی گذشتہ دنوں ۶۲؍سال کی عمر میں وفات ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت سیدہ امِ طاہر صاحبہ کی نواسی تھیں اور صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ اور مکرم داؤد مظفر شاہ صاحب کی بیٹی تھیں۔ حضورِ انور نے فرمایا میری خالہ زاد بھی تھیں اور میری اہلیہ کی سب سے چھوٹی بہن بھی تھیں۔ ان کا نکاح مکرم خالد ظُفر صاحب کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پڑھایا تھا۔ مرحومہ کے دو بیٹے ہیں۔ دونوں اچھے لائق ہیں۔ دونوں بیٹوں نے اپنی والدہ کی حتی المقدور خدمت کی ہے۔ حضورِ انور نے مرحومہ کے صبر کی تعریف کی اور فرمایا کہ مَیں نے ان جیسا صبر کرنے والا شاذ ہی دیکھا ہے۔ ہمدرد اور غریب پرور تھیں، خلافت سے محبت کرنے والی، ہر کسی سے دل صاف رکھنے والی، تکلیف برداشت کرنے والی، جھگڑوں سے بچنے کے لیے خود کو دنیا سے الگ کر لیا تھا۔ غیر معمولی توکّل کرنے والی تھیں۔ چندوں میں باقاعدہ تھیں، بچوں کی اچھی تربیت کرنے والی، ستاری کرنے والی تھیں۔

☆... مکرم رشید احمد ایاز صاحب پنشنر صدر انجمن احمدیہ جو گذشتہ دنوں ۸۶؍برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم طاہر احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ نائب پرنسپل جامعۃ المبشرین گھانا ہیں۔ جو میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے والد کے جنازے میں شریک بھی نہیں ہو سکے۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا فرمائی۔

☆...☆...☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad